تعلیماتِ اسلامی

حصّہ سوّم

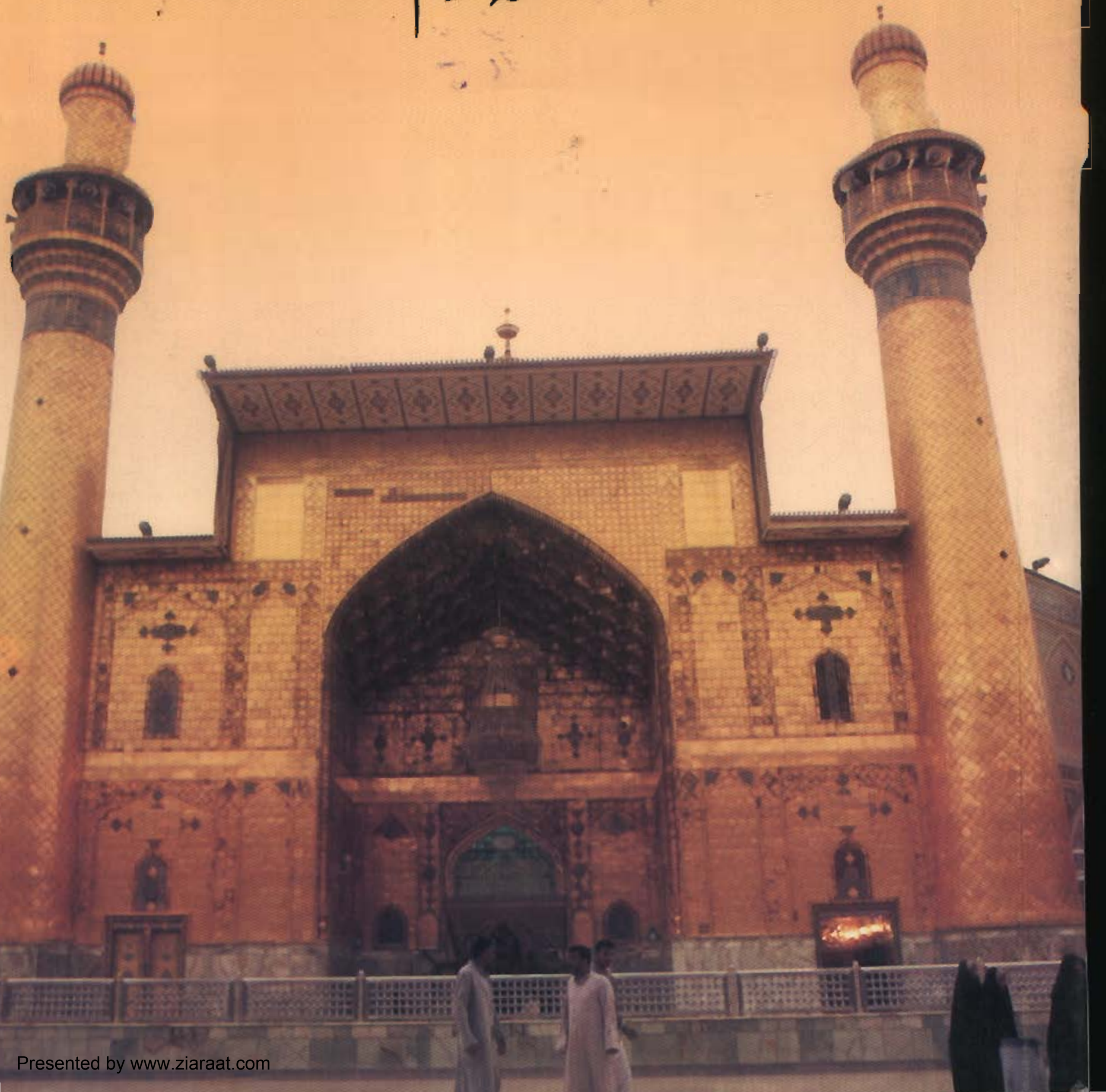

Presented by www.ziaraat.com

تعلیماتِ اسلامی

حصّہ سوّم

سید نذر عباس رضوی
23.7.2010

محمد علی بک ایجنسی (اسلامی ثقافتی مرکز)

امام بارگاہ امام الصادق، G-4/2 اسلام آباد۔ 0321-5291921

امام بارگاہ یادگار حسینی سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی۔ 0321-5291922

مقامی امام بارگاہ مرپال چکوال۔ 0543-551611, 0543-422045

جامعہ تعلیماتِ اسلامی پاکستان

پوسٹ بکس نمبر ۵۴۲۵ کراچی ۷۴۰۰۰

Presented by www.ziaraat.com

مُرتّبین	مجلسِ مُصنّفین
ترجمہ	محمّد فضل حق
اِصلاح واِضافہ	رضا حسین رضوانی
کمپوزنگ	عبدالرّزاق جعفرانی
طبع دوم	۲۰۰۸ء — ۱۴۲۹ھ
مطبع	محراب پریس کراچی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں: یہ کتاب کلی یا جزوی طور پر اس شرط کے ساتھ فروخت کی جاتی ہے کہ جامعہ ہذا کی پیشگی اجازت حاصل کئے بغیر یہ موجودہ جلد بندی اور سرورق کے علاوہ کسی بھی شکل میں تجارت یا کسی اور مقصد کی خاطر نہ تو عاریۃً کرائے پر دی جائے گی اور نہ ہی دوبارہ فروخت کی جائے گی۔ علاوہ ازیں کسی آئندہ خریدار یا بطور عطیہ حاصل کرنے والے پر یہ شرط عائد نہ کرنے کے لئے بھی ایسی ہی پیشگی اجازت کی ضرورت ہوگی۔

esented by www.ziaraat

فہرست

سبق		صفحہ
۱۔	حمد	۶
۲۔	نعت	۷
۳۔	خُدا کی مَعرِفت	۸
۴۔	حضرت ابراہیم عَلیہ السّلام	۱۱
۵۔	حضرت موسیٰ عَلیہ السّلام	۱۵
۶۔	حضرت عیسیٰ عَلیہ السّلام	۱۸
۷۔	طُلوعِ اسلام	۲۱
۸۔	ہجرتِ مدینہ	۲۵
۹۔	محنت کا پھل	۲۸
۱۰۔	مہربان پیشوا	۳۱
۱۱۔	حضرت فاطمہ زہرا سلامُ اللہ علیہا	۳۳
۱۲۔	امام موسیٰ کاظم عَلیہ السّلام	۳۶
۱۳۔	امام علی رِضا عَلیہ السّلام	۳۸
۱۴۔	امام محمد تقی عَلیہ السّلام	۴۱
۱۵۔	نماز	۴۳
۱۶۔	فجر کی نماز	۴۶
۱۷۔	حج	۴۹

Presented by www.ziaraat.com

۱۸۔ عیدُالاضحیٰ ۵۴
۱۹۔ زکات اور خُمس ۵۸
۲۰۔ مہمان داری ۶۱
۲۱۔ جہاد ۶۴
۲۲۔ توبہ ۶۷
۲۳۔ موت ۶۹
۲۴۔ برزخ ۷۲
۲۵۔ معافی اور نیکی کا حکم ۷۵
۲۶۔ رہبرِ انسانیّت ۷۷
۲۷۔ خودغرضی گناہ ہے ۷۹
۲۸۔ فضُول باتیں ۸۱
۲۹۔ مومن کی پہچان ۸۳
۳۰۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی ۸۵
۳۱۔ اِیفائے عہد ۸۷
۳۲۔ غیبت سے بچو ۸۹
۳۳۔ اسلامی اُخوّت ۹۱
۳۴۔ تقویٰ ۹۳
۳۵۔ قوموں کی تقدیر ۹۵

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یہ بات ہمارے لئے باعثِ مُسرّت ہے کہ ہم مسلمان بچّوں کے لئے تعلیماتِ اِسلامی کے نام سے سات حصّوں پر مشتمل درسی کتابوں کا سلسلہ پیش کر رہے ہیں۔ اِن کتابوں میں بچّوں کو دینی عُلوم کی مُبادیات سکھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ درسی کِتابوں کے اِس سلسلے کو تعلیم کے ماہر عُلَماء نے بڑی محنت سے برسوں کے گہرے مُطالعے کے بعد مُرتّب کیا ہے۔

یہ بات بھی باعثِ طمانیت ہے کہ یہ سلسلہ بچّوں کو اِسلام کی بُنیادی تعلیمات سے رُوشناس کرانے میں بہت مفید ثابت ہوا ہے اور اسے کئی زبانوں میں پیش کیا جاچکا ہے چنانچہ اب جامِعہ تعلیماتِ اسلامی نے اُن بچّوں کی تعلیم اور تربیت کیلئے جن کا ذریعہ تعلیم اُردو ہے اسے اُردو زبان میں شائع کیا ہے۔

اِن کِتابوں کے اَسباق کو بچّوں کے لئے دلچسپ بنانے کی پُوری پُوری کوشش کی گئی ہے البتّہ اساتذۂ کرام سے گزارش ہے کہ جہاں جہاں وہ ضروری سمجھیں بچّوں کو موضوع کی تفصیلات اور دیگر مُتعلّقہ واقعات بھی بتائیں تاکہ اُن کی معلومات میں اضافہ ہوتا رہے اور اُن کے لئے رَبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا کی عملی صورت اُجاگر ہو۔

رضا حسین رضوانی

Presented by www.ziaraat.com

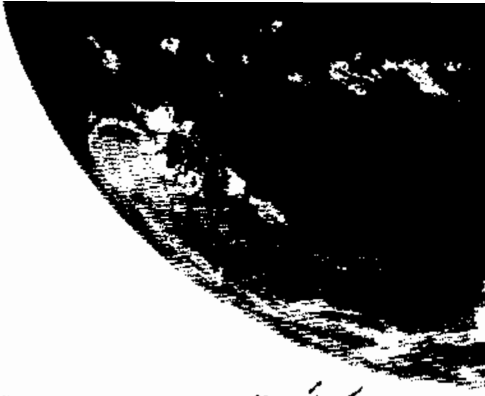

حمد

مظفر وارثی

کوئی تو ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے وہی خدا ہے
دکھائی بھی جو نہ دے نظر بھی جو آ رہا ہے وہی خدا ہے

وہی ہے مشرق وہی ہے مغرب سفر کریں سب اُسی کی جانب
ہر آئینے میں جو عکس اپنا دکھا رہا ہے وہی خدا ہے

تلاش اُس کو نہ کر بتوں میں وہ ہے بدلتی رُتوں میں
جو دن کو رات اور رات کو دن بنا رہا ہے وہی خدا ہے

نظر بھی رکھے سماعتیں بھی وہ جان لیتا ہے نیتیں بھی
جو خانۂ لاشعور میں جگمگا رہا ہے وہی خدا ہے

کسی کو تاجِ وقار بخشے کسی کو ذِلّت کے ہار بخشے
جو سب کے ہاتھوں پہ مُہرِ قدرت لگا رہا ہے وہی خدا ہے

سفید اُس کا سیاہ اُس کا نفَس نفَس ہے گواہ اُس کا
جو شعلۂ جاں جلا رہا ہے بُجھا رہا ہے وہی خدا ہے

Presented by www.ziaraat.com

نعت

ضیاء القادری

زَہے عظمت و احترامِ محمدؐ
ہے محبوبِ حق ، ہر غلامِ محمدؐ

اَزل سے وہ مختارِ ارض و سَما ہیں
دو عَالم ہیں زیرِ نظامِ محمدؐ

یہ نورِ نظر فاطمہؓ اور علیؓ کے
ہیں حسنینؓ ، ماہِ تمامِ محمدؐ

ہے مینارِ مسجد بُلند آسماں سے
ہے تا عرشِ ربّ اوجِ بامِ محمدؐ

ہیں کون و مکاں فیض یاب اُن کے در سے
اَبد تک ہے فیضِ دوامِ محمدؐ

ہیں فِردوس مَسکن جناں آستاں ہیں
تمام اہلِ بیتِ کرامِ محمدؐ

ضیاؔء ہیں مدینے کے اَنوار مجھ میں
دل و جاں سے میں ہوں غلامِ محمدؐ

Presented by www.ziaraat.com

خُدا کی مَعرِفت

خُدا نے ہمیں علم حاصِل کرنے اور اُن چیزوں کو سمجھنے کی طاقت بخشی ہے جنھیں ہم پہلے نہیں جانتے تھے۔ اِس نعمت کے لئے ہم اُس کا شکر ادا کرتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں ایک کِسان تھا جو شہر سے باہر ایک کچّے گھر میں رہتا تھا۔ وہ بڑا عبادت گزار تھا اور خُدا پر پکّا ایمان رکھتا تھا۔ اپنی ہمّت کے مطابق لوگوں کی مدد کرتا رہتا تھا۔ لوگ بھی اس کی بہت عزّت کرتے تھے۔

ایک دن وہ گھر سے باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک اجنبی زمین پر بے ہوش پڑا ہے۔ نیک دل کِسان اُسے سہارا دے کر اپنے گھر لے آیا اور اُس کی تیمار داری میں لگ گیا یہاں تک کہ وہ اچھا ہو گیا۔

نماز کا وقت ہوا تو کِسان نے وضو کیا اور نماز پڑھی لیکن اجنبی بڑے آرام سے چارپائی پر لیٹا رہا۔ کِسان نے اُس سے کہا:

''بھائی! کیا وجہ ہے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی اور اپنے پالنے والے خدا کا شکر ادا نہیں کیا؟''

اُس نے جواب دیا:

''مجھے تو خدا کبھی نظر نہیں آیا، پھر میں کس کے آگے سَر جُھکاؤں؟''

Presented by www.ziaraat.com

کِسان نے اُس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور مُناسب موقع کا انتظار کرنے لگا۔ اگلے دن وہ دونوں کھیتوں میں سے گزر رہے تھے کہ انھیں شیر کے قدموں کے نشان نظر آئے۔ کِسان نے اجنبی سے پوچھا:

''یہ کیا چیز ہے؟''

اجنبی نے جواب دیا:

''یہ شیر کے قدموں کے نشان ہیں۔ یقیناً یہاں سے شیر گزرا ہے۔''

کِسان بولا:

''مجھے تو یقین نہیں آتا۔ میں نے تو یہاں کوئی شیر نہیں دیکھا۔''

اجنبی نے حیران ہو کر کہا:

''تمھارا کیا خیال ہے شیر یہاں بیٹھا رہے گا۔ اے بھائی! اُس کے قدموں کے نشان ہی حقیقت بتا رہے ہیں۔''

یہ سن کر کِسان بولا:

''بھائی! ذرا انصاف سے کام لو۔ زمین پر قدموں کے چند نشان دیکھ کر تو

Presented by www.ziaraat.com

تمھیں شیر کے یہاں سے گزرنے کا یقین ہے لیکن یہ زمین، سُورج، چاند اور ستارے تمھیں یہ یقین دلانے کے لئے کافی نہیں کہ اِن کا بنانے والا بھی ضرور کوئی ہے! تمہارا کیا خیال ہے، یہ خود بخود بن گئے ہیں؟''

اجنبی نے کچھ دیر سوچا اور پھر کہنے لگا:

''تم ٹھیک کہتے ہو۔ یہ سب چیزیں یقیناً اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہیں۔ ہم اللہ کو دیکھ نہیں سکتے لیکن اُس کی نشانیوں سے اُسے پہچان سکتے ہیں۔''

حضرت امام محمد باقر علیہ السّلام فرماتے ہیں:

''جب تم اللہ کی عظمت دیکھنا چاہو تو اُس کی مخلوقات کی عظمت کو دیکھو۔''

اِس چھوٹی سی مثال نے اُس شخص کو خُدا کے وجود کا قائل کر دیا۔ چنانچہ اب وہ نماز پڑھنے لگا اور خُدا کے بتائے ہوئے نیک کام بھی کرنے لگا۔

ہم خُدا کو اُس کی نشانیوں سے پہچان سکتے ہیں۔

سوالات

۱۔ اجنبی شخص نے نماز کیوں نہیں پڑھی؟

۲۔ کِسان نے اجنبی کو اُس کی غلطی کا احساس کیسے دلایا؟

۳۔ خُدا کے وجود کی ایک اور مثال بیان کیجئے۔

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لکھیے: مَعرِفت۔ اجنبی۔ تیمارداری۔ قائل

Presented by www.ziaraat.com

حضرت ابراہیم علیہ السّلام

حضرت ابراہیم عَلیہِ السّلام ایک اُولُوالعزم نبی گزرے ہیں۔جس زمانے میں آپ پیدا ہوئے اُس وقت نمرود بادشاہ کی حکومت تھی۔آپ کے زمانے میں سارے لوگ مشرک تھے اور بتوں کی پوجا کرتے تھے۔نمرود اُن کے مذہب کا سرپرست اور اُن کا معبُود بنا ہوا تھا۔شِرک کے ایسے ماحول اور ایک جابر بادشاہ کے دور میں خُدا نے حضرت ابراہیم عَلیہِ السّلام کو پیدا فرمایا جنھوں نے جھوٹے خُداؤں کا طِلِسم توڑ دیا۔

آپ سُورج، چاند اور ستاروں کو دیکھتے تو اُن کے خالِق کے بارے میں غور کرتے تھے۔آپ کو بالکل یقین نہیں تھا کہ پتھر اور لکڑی کے بنے ہوئے بت بھی کائنات کے خالِق ہوسکتے ہیں۔آپ دل ہی دل میں لوگوں کے عقیدے پر کُڑھتے اور اُن کی ناسمجھی پر تعجّب کرتے تھے۔

حضرت ابراہیم عَلیہِ السّلام لوگوں کو بت پرستی سے منع کرتے اور خُدائے واحد کی طرف بلاتے۔آپ کہتے تھے کہ زمین اور آسمانوں کا سارا اقتدار خُدا کے پاس ہے۔وہی سارا نظام چلا رہا ہے اور وہی عبادت کے لائق ہے چنانچہ جب آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ اِن بتوں کی جنھیں تم پوجتے ہو حقیقت کیا ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ ہمارے باپ دادا انھیں پوجتے چلے آئے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

حضرت ابراہیم عَلیہ السّلام نے فرمایا:

''بلاشبہ تم لوگوں اور تمہارے باپ دادا نے سخت غَلَطی کی ہے۔''

لوگوں نے کہا:

''ابراہیمؑ! کیا تم ہم سے سچ کہہ رہے ہو یا مذاق کر رہے ہو؟''

آپ نے فرمایا:

''نہیں! یہ مذاق نہیں۔ تمہارا پروردگار وہی ہے جو زمین اور آسمانوں کا پروردگار ہے اور جس نے اِن کو پیدا کیا ہے۔ اور میں اُن لوگوں میں سے ہوں جو اِس بات کی گواہی دیتے ہیں۔ بخدا! جب تم چلے جاؤ گے تو میں تمہارے بتوں کے خلاف ضرور کوئی نہ کوئی کارروائی کروں گا۔''

ایک دن جب سب لوگ شہر سے باہر جشن منانے گئے ہوئے تھے آپ ایک کلہاڑا لے کر بت خانے میں جا پہنچے اور سب بتوں کو توڑ دیا۔ اور کلہاڑا بڑے بت کے گلے میں لٹکا کر گھر لوٹ آئے۔

جب لوگ جشن مَنا کر شہر کو لوٹے تو انھوں نے اپنے بتوں کی جو یہ دُرگت بنی دیکھی تو انھیں فوراً حضرت ابراہیم عَلیہ السّلام پر شک گزرا۔ وہ اُن کے پاس آئے اور پوچھنے لگے:

''کیا بت تم نے توڑے ہیں؟''

www.ziaraat.com

آپ نے جواب دیا:

''یہ کام کسی نے کیا ضرور ہے۔ یہ بت اِن سب بتوں سے بڑا ہے، اگر یہ بول سکے تو اِسی سے پوچھ لو۔''

وہ لوگ قدرے شرمندہ ہوئے اور کہنے لگے:

''ابراہیمؑ! تم خود ہی سوچو۔ یہ پتھر اور لکڑی کا بت کیسے بول سکتا ہے؟''

حضرت ابراہیم عَلیہ السّلام نے جواب دیا:

''تو پھر یہ کیا بات ہے کہ تم اللہ کے سوا اُن چیزوں کی پرستش کرتے ہو جو نہ تمھیں کوئی فائدہ دے سکتی ہیں اور نہ نقصان پہنچا سکتی ہیں۔''

انوں کا
سے ہوں
ے بتوں
تھے آپ
ور کلہاڑا
یہ دُرگت
کے پاس

آپ نے پھر فرمایا:

’’مجھے پتھّر اور لکڑی کے اِن بتوں سے کوئی دشمنی نہیں بلکہ میں تو تمہاری جَہالت اور گمراہی کا مخالف ہوں۔ تمہارے یہ معبُود پتھّر اور لکڑی کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ پس تمھیں چاہیے کہ اِن کی پرستش سے باز آجاؤ۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آؤ اور صرف اُسی کی عبادت کرو۔‘‘

حضرت ابراہیم عَلیہ السّلام کی باتیں سن کر وہ لوگ سخت طیش میں آئے اور انھوں نے آپ کو زندہ جلا دینے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ نمرود نے ایک بہت بڑے اَلاؤ میں آپ کو پھنکوا دیا لیکن خُدا کے حکم سے آگ ٹھنڈی ہوگئی اور آپ صحیح سلامت آگ سے باہر آگئے۔ اتنے بڑے معجزے کو دیکھنے کے باوجود نمرود خُدا پر ایمان نہ لایا بلکہ اُس نے حضرت ابراہیم عَلیہ السّلام پر زیادہ سختی کرنا شروع کردی تو خُدا نے ایک مچھّر کے ذریعے سے اُسے ہلاک کردیا۔

بتوں کو پوجنا اِنسان کی عظمت کے خلاف ہے۔

سوالات

۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سُورج، چاندؔ اور ستاروں کو دیکھ کر کیا سوچتے تھے؟

۲۔ حضرت ابراہیم عَلیہ السّلام لوگوں کو بت پرستی سے کیوں منع کرتے تھے؟

۳۔ حضرت ابراہیم عَلیہ السّلام نے بت خانے میں رکھّے ہوئے بتوں سے کیا سُلوک کیا؟

۴۔ ان الفاظ کے معنی لکھیے: اُولُوالعزم۔ طِلِسم۔ کُڑھنا۔ دُرگَت۔ طیش۔ بت پرستی۔ اَلا

Presented by www.ziaraat.com

حضرت موسیٰ عَلیہ السّلام

زمانہ قدیم میں کئی ایک بادشاہ جو یکے بعد دیگرے عرصۂ دراز تک مصر پر حکومت کرتے رہے "فرعون" کہلاتے تھے۔

حضرت موسیٰ عَلیہ السّلام کے زمانے میں جو فرعون تخت نشین تھا اُس کا نام رَعْمَسِیُس دوّم تھا۔ وہ بڑا مغرُور، ظالِم اور ضِدّی شخص تھا۔ مصر کے لوگ اُس سے بہت ڈرتے اور اُسے معبُود مان کر اُس کی پرستش کرتے تھے۔

اُن دنوں مصریوں کی حالت بہت خراب تھی۔ ظلم، جبری مشقّت، بد دیانتی، چوری اور ایسی ہی دوسری سماجی بُرائیاں عام تھیں۔ بنی اِسرائیل جو حضرت یوسف عَلیہ السّلام کے زمانے سے مصر میں آباد تھے، خاص طور پر فرعون کے ظلم کا نشانہ بنے ہوئے تھے۔

اُس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ عَلیہ السّلام کو رسول بنا کر بھیجا تا کہ وہ فرعون کو سیدھے راستے پر آنے کی دعوت دیں۔ مصر کے دوسرے لوگوں کی اِصلاح کریں اور ظلم کی چکّی میں پسے ہوئے لوگوں کو حکومت کی زیادتیوں سے نجات دلائیں۔

حضرت موسیٰ عَلیہ السّلام نے اللہ تعالیٰ کا حکم فرعون کو پہنچایا لیکن اُس نے آپ کی ایک نہیں سنی بلکہ مخالِفت پر تُل گیا۔ اُس نے اپنے لوگوں سے کہا:

Presented by www.ziaraat.com

کیا مصر پر میری حکومت نہیں؟ کیا یہ نہریں میرے حکم سے جاری نہیں؟
فرعون نے اعلان کرا دیا کہ جو کوئی حضرت موسیٰ عَلیہ السّلام کی پیروی کرے گا اور اُس کے سِوا کسی کی عبادت کرے گا اُسے سخت سزا دی جائے گی۔
فرعون کی اِس دھمکی کا بنی اِسرائیل پر کوئی اثر نہیں ہوا اور وہ اپنے ایمان پر مضبوطی سے قائم رہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ عَلیہ السّلام کو حکم دیا کہ وہ بنی اِسرائیل کو مصر سے نکال کر کَنعان لے جائیں۔ چنانچہ آپ انھیں لے کر بحرِ اَحمر کے کنارے پہنچے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے سمندر میں راستا بن گیا اور بنی اِسرائیل نے بحفاظت اسے عُبُور کرلیا۔ فرعون نے آپ کا پیچھا کیا لیکن اپنے لشکر سمیت سمندر میں ڈوب گیا۔

مصر سے نکل آنے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے ساری توجّہ اپنی قوم کی اِصلاح پر لگا دی۔ آپ نے انھیں وہ احکام سکھائے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب تورات کے ذریعے سے آپ پر نازل فرمائے تھے۔ آپ لوگوں کو اُن احکام کے مطابق زندگی بسر کرنے کی تعلیم دیتے رہے۔

فرعون کی لاش آج بھی قاہرہ کے عجائب گھر میں نشانِ عبرت ہے

سوالات

۱۔ رَعْمَسِیْس دوّم کے زمانے میں مصر کے لوگ کس کی پرستش کرتے تھے؟
۲۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کی بُرائیوں کی سزا اُسے کس طرح دی؟
۳۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر کون سی کتاب نازل فرمائی تھی؟
۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لکھیے:
تخت نشین۔ پرستش۔ جبری مشقّت۔ زیادتی۔ دھمکی۔ عجائب گھر۔ نشانِ عبرت

Presented by www.ziaraat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے تیرہ سو سال بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو رسول بنا کر بھیجا تا کہ آپ لوگوں کی ہدایت کریں اور انھیں گمراہی کی زندگی سے بچائیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فنِ طِبّ سے متعلّق معجزات عطا فرمائے تھے کیونکہ اُس زمانے میں یہ فن عُروج پر تھا۔ آپ مُردوں کو زندہ، اندھوں کو بینا اور کوڑھیوں کو اچھّا کر دیتے تھے۔

چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو فوت ہوئے ایک طویل مدّت گزر چکی تھی اِس لئے لوگوں میں طرح طرح کی سماجی بُرائیاں پیدا ہوگئی تھیں اور اُن کے عقائد بھی کافی خراب ہو چکے تھے۔ چنانچہ یہودیوں کا ایک گروہ ایسا بھی تھا جو روزِ قیامت کو نہیں مانتا تھا اور جزا و سزا کو جھٹلاتا تھا۔ دوسرا گروہ اُن علماء کا تھا جو مختلف طریقوں سے لوگوں کی دولت لوٹتا اور ٹھاٹھ باٹھ کی زندگی گزارتا تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے اُن بدعقیدہ اور رِیاکار لوگوں کی اِصلاح اور مظلوموں کی مدد کا بِیڑا اُٹھایا اور دوسرے نبیوں کی طرح اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا پرچار کیا۔

آپ نے لوگوں کو سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام مانیں، نیک کام کریں اور بُرائیوں سے بچیں تا کہ قیامت کے دن اپنے پروردگار کے سامنے سُرخ رُو

Presented by www.ziaraat.com

ہوں اور دوزخ کے عذاب سے بچ سکیں۔

آپ نے انھیں ظلم وستم سے باز رہنے اور غریبوں کی مدد کرنے کی بھی تلقین کی۔

حضرت عیسیٰ عَلیہ السّلام کی تعلیمات سے جن لوگوں کے ناجائز فائدے ختم ہوئے تھے وہ آپ کے خلاف ہوگئے اور آپ کو نقصان پہنچانے کی تدبیریں کرنے لگے۔

حضرت عیسیٰ عَلیہ السّلام نے اس مخالِفت کی پروانہیں کی۔ آپ نیکی اور پیار محبّت کی تعلیم دیتے رہے۔ بالآخر دشمنوں کی سازشیں عُروج پر پہنچ گئیں اور انھوں نے شہر کے حاکم سے مل کر آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ اِتّفاق سے حاکمِ شہر کے سپاہیوں نے حضرت عیسیٰ عَلیہ السّلام کی بجائے ایک اور شخص کو گرفتار کرلیا جس کی شکل وصُورت آپ سے ملتی جلتی تھی۔ حاکمِ شہر کے حکم سے اُس شخص کو صلِیب پر لٹکا دیا گیا۔ یوں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ عَلیہ السّلام کو دشمنوں کے ظلم سے بچا کر زندہ سلامت آسمان پر اٹھالیا۔

حضرت عیسیٰ عَلیہ السّلام کو یَسُوع مسیح بھی کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے پیرو عیسائی یا مسیحی کہلاتے ہیں۔

عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ عَلیہ السّلام کو صلِیب پر لٹکا کر قتل کردیا گیا لیکن آپ تین دن بعد جی اٹھے اور آسمان پر اٹھالئے گئے۔

Presented by www.ziaraat.com

حضرت محمد صَلّی اللہ عَلَیہِ وَ آلہٖ وَسَلَّم کی بعثت سے شریعتِ محمّدیؐ کی ابتدا ہوئی اور حضرت عیسیٰ عَلیہ السّلام کی لائی ہوئی شریعت منسُوخ ہوگئی۔ اب قیامت تک حلالِ محمدؐ، حلال رہے گا اور حرام محمدؐ حرام رہے گا۔ کوئی اِس کو بدل نہیں سکتا کیونکہ یہ آخری شریعت ہے جو اللہ تعالیٰ نے رہتی دنیا تک سارے اِنسانوں کے لئے نازل فرمائی ہے۔

حضرت عیسیٰ عَلیہ السّلام اللہ تعالیٰ کے برگُزیدہ نبی تھے۔

سوالات

۱۔ حضرت عیسیٰ عَلیہ السّلام نے لوگوں کو کیا تعلیم دی؟

۲۔ حضرت عیسیٰ عَلیہ السّلام کے صلیب پر لٹکائے جانے کے بارے میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے عقیدے میں کیا فرق ہے؟

۳۔ حضرت عیسیٰ عَلیہ السّلام کی شریعت کب منسوخ ہوئی؟

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لکھئے:

بیڑا اٹھانا۔ رِیاکار۔ پرچار۔ سُرخ رُو ہونا۔ صلیب۔ منسُوخ۔ برگُزیدہ

Presented by www.ziaraat.com

طلوعِ اسلام

جب حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نے نبوّت کا اعلان فرمایا اُس وقت آپ کی عمر چالیس برس تھی۔ اُس زمانے میں عرب گدلا پانی پیتے اور موٹا جھوٹا کھانا کھاتے۔ وہ جھوٹ بولتے، وعدہ خلافی کرتے اور ایک دوسرے کا خون بہاتے تھے۔ وہ بتوں کو پوجتے اور گناہوں میں ڈوبے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نے سب سے پہلے اپنے عزیز رشتے داروں کو اِسلام کی دعوت دی۔ آپ نے قریش کے مختلف خاندانوں کو اپنے گھر مدعو کیا۔ امام علی علیہ السّلام نے اِس دعوت کا سارا انتظام کیا تھا۔ جب سب لوگ دعوت کھا چکے تو آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

اے گروہِ قریش! کیا تم لوگوں نے مجھے کبھی جھوٹ بولتے سنا ہے؟

اُن سب نے یک زبان ہو کر کہا:

اے محمدؐ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم) آپ صادِق اور امین ہیں۔ ہم نے آپ کو نہ کبھی جھوٹ بولتے سنا ہے اور نہ کبھی کسی کی امانت میں خیانت کرتے دیکھا ہے۔

تب آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

تو پھر سنو! اِس وقت بھی میں تمھیں ایک سچّی بات بتا رہا ہوں۔ تمہارا معبُود اللہ وحدہٗ لاشریک ہے اور میں اُس کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔ میں تم سے کہتا

Presented by www.ziaraat.com

ہوں کہ صِرف اُسی کی عبادت کرو اور بُرے کام چھوڑ دو۔

بدقسمتی سے بت پرستی اور دوسری خرابیاں لوگوں کے دلوں میں اتنا گھر کر چکی تھیں کہ اُن پر آپ کی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوا بلکہ وہ ناراض ہو کر آپ کے گھر سے چلے گئے۔ رسول اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سب کو یہی سکھاتے تھے کہ بت پرستی چھوڑ دو، کسی کو خُدا کا شریک نہ بناؤ، نماز پڑھو، صدقہ دو، سچ بولو، بدکاری اور امانت میں خیانت سے باز رہو اور جو وعدہ کرو اُسے پورا کرو۔

رفتہ رفتہ نیک دل لوگ اِسلام قبول کرنے لگے۔ یہ بات مشرک برداشت نہیں کر سکتے تھے اِس لئے وہ مسلمانوں کے سخت دشمن بن گئے اور طرح طرح سے اُن کو ستانے لگے لیکن مسلمان اپنے عقیدے پر ڈٹے رہے کیونکہ ایمان کی شمع اُن کے دلوں کو روشن کر چکی تھی۔

جب مشرکوں کا ظلم و ستم حد سے بڑھ گیا تو آپ نے کچھ مسلمانوں کو پڑوسی ملک حَبَشہ (ایتھوپیا) چلے جانے کا حکم دیا تا کہ وہ مشرکوں کی زیادتیوں سے محفوظ رہ سکیں۔ چنانچہ کچھ مسلمان وہاں ہجرت کر گئے۔

رسولِ اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم چند صحابہ کے ساتھ مکّے میں رہ گئے۔ آپ کے چچا حضرت ابوطالبؑ کی بھرپور حمایت کی وجہ سے قبائلِ قریش بالکل بے بس ہو گئے تھے اِس لئے انھوں نے آپس میں ایک مُعاہدہ کیا کہ بنی ہاشم کا بائیکاٹ کر دیا جائے۔ اِس مُعاہدے میں لکھا تھا کہ محمدؐ (صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم)

Presented by www.ziaraat.com

کے حامیوں کے ساتھ خرید وفروخت کرنا، میل جول رکھنا اور شادی بیاہ کرنا منع ہے۔ محمدؐ (صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم) کے مخالِفوں کا ہر طرح ساتھ دیا جائے گا اور یہ کہ اگر کوئی کسی مسلمان کا مقروض ہے تو وہ قرض بھی ادا نہ کرے۔

چنانچہ حضرت ابوطالبؑ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم اور بنی ہاشم کو لے کر مکّہ سے نکل گئے اور شَعبِ ابی طالبؑ میں چلے گئے۔ دشمنوں نے اُس گھاٹی میں بازار سے خرید کر کھانے پینے کا سامان لے جانے پر بھی پابندی لگا دی تھی۔ یہاں اِن لوگوں نے بھوک اور تکلیف میں تین سال گزارے۔

محسنِ اسلام حضرت ابوطالبؑ اِس خیال سے کہ کہیں مشرکینِ قریش رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم کو کوئی گزند نہ پہنچا دیں اکثر اُن کا بستر بدل دیا کرتے تھے اور اُن کی جگہ اپنے بیٹوں کو سُلا دیا کرتے تھے۔

Presented by www.ziaraat.com

دشمنوں کا خیال تھا کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اور بنی ہاشم ان تکلیفوں کو برداشت نہیں کر پائیں گے اور رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اسلام کی تبلیغ چھوڑ دیں گے لیکن اُن کی یہ آرزو پوری نہ ہوسکی اور بنی ہاشم بڑے حوصلے سے رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی حمایت میں سینہ سپر رہے۔

خُدا کا کرنا ایسا ہوا کہ مشرکین کے درمیان ہونے والے مُعاہدے کو دیمک چاٹ گئی اور تین سال بعد مشرکین بائیکاٹ ختم کر دینے پر مجبور ہو گئے اور بالآخر انھیں بنی ہاشم کی مکّے میں واپسی پر رضا مند ہونا پڑا۔

حضرت ابو طالبؑ کے اِسلام اور رسولِ اسلامؐ پر بڑے احسانات ہیں

سوالات

۱۔ رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے تبلیغ کی ابتدا کس طرح کی؟

۲۔ اِسلام کے ابتدائی دور میں مسلمانوں نے کون سے ملک کی طرف ہجرت کی؟

۳۔ مشرکینِ قریش کے بائیکاٹ کے بعد بنی ہاشم کہاں گئے اور کتنا عرصہ وہاں رہے؟

۴۔ حضرت ابو طالبؑ کو محسنِ اِسلام کیوں کہا جاتا ہے؟

۵۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لکھیے:

خیانت۔ مشرک۔ ہجرت۔ بائیکاٹ۔ مقروض۔ تبلیغ۔ گزند۔ سینہ سپر

Presented by www.ziaraat.com

ہجرتِ مدینہ

رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہ عَلَیۡہِ وَآلہٖ وَسَلَّم دینِ اِسلام کی تبلیغ کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ مکّے کے قریب کئی میلے لگتے جن میں عُکاّظ کا میلہ بہت مشہور تھا۔ آپ اُن میلوں میں شرکت کرتے اور لوگوں کو اِسلام کی دعوت دیتے۔ مکّے میں سب سے بڑا اجتماع خانۂ کعبہ میں ہوتا جہاں عرب کے کونے کونے سے لوگ حج کرنے کے لئے آتے تھے۔

ایک دفعہ مدینے کے چند آدمی حج کے لئے آئے ہوئے تھے۔ حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہ عَلَیۡہِ وَآلہٖ وَسَلَّم کا وعظ سن کر اُن لوگوں پر بہت اثر ہوا اور وہ مسلمان ہوگئے۔ جب وہ مدینے واپس گئے تو انھوں نے اپنے شہر والوں سے سارا ماجرا بیان کیا۔

اگلے سال کئی اور لوگ حج کے لئے آئے اور آپ سے ملے۔ انھوں نے بھی سچّے دل سے اِسلام قبول کیا اور آپ سے مدینہ آنے کی درخواست کی۔

رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہ عَلَیۡہِ وَآلہٖ وَسَلَّم نے مدینے والوں کی درخواست مان لی۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کو بھی حکم دیا کہ چھوٹے چھوٹے گروہوں کی شکل میں مدینہ ہجرت کر جائیں۔

جب مکّے کے مشرکوں کو آپ کے ارادوں کا علم ہوا تو انھوں نے آپ

Presented by www.ziaraat.com

کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ انھوں نے اپنے چالیس نوجوانوں کا انتخاب کیا جنھوں نے رات کے اندھیرے میں آنحضرت صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے گھر کو گھیر لیا تاکہ صبح ہوتے ہی آپ کو قتل کر ڈالیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دشمنوں کے ارادوں سے آگاہ کر دیا اور حکم دیا کہ آپ خاموشی سے مکّہ چھوڑ دیں۔

رسولِ اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے امام علی علیہ السّلام سے کہا کہ وہ آپ کے بستر پر سو جائیں تاکہ دشمن اِس دھوکے میں رہیں کہ آپ خود سو رہے ہیں۔ اگرچہ امام علی علیہ السّلام کو خوب علم تھا کہ اُس رات حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے بستر پر سونا موت کے بستر پر سونے کے برابر ہے لیکن آپ نے اِس حکم کو بخوشی قبول کر لیا اور اپنی جان کی بالکل پروا نہیں کی۔ آپ کی اِس جاں نثاری پر خُدا نے آپ کی تعریف فرمائی اور قرآن کی آیت اتاری۔

رسولِ اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم رات کی تاریکی میں مکّہ سے نکل گئے۔ آپ چُھپتے چُھپاتے مدینہ پہنچے۔ یہاں انصارِ مدینہ نے آپ کا پُرجوش استقبال کیا اور سارا شہر خوشی کے نغموں سے گونج اٹھا۔ انصارِ مدینہ کی بچیّاں یہ ترانہ گا رہی تھیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا   مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا   مَا دَعٰی لِلّٰہِ دَاعٖ

ماہِ کامِل کا طُلوع ہوگیا   کوہِ وَداع کی گھاٹیوں سے
ہم پر خُدا کا شکر واجب ہے   جب تک پکارنے والے اسے پکاریں

Presented by www.ziaraat.com

مدینہ پہنچ کر رسولِ اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اِسلام کی تبلیغ شروع کردی۔ آپ کی اَن تھک کوششوں سے رفتہ رفتہ اِسلام دُور دَراز کے علاقوں تک پھیل گیا اور سارے عرب میں ایک انقلاب بر پا ہوگیا۔

ہجرتِ مدینہ کے چند سال بعد ہی مسلمانوں نے مکّہ فتح کرلیا اور توحید کے نور سے ہر گھر میں اُجالا ہوگیا۔

امام علی عَلَیہ السّلام کے مشورے کے مطابق حضرت عمرؓ کے زمانے میں اِسلامی کیلنڈر کا آغاز ہجرتِ مدینہ سے کیا گیا۔ چنانچہ جب ہم ۱۴۲۸ ہجری کہتے ہیں تو اِس کا مطلب ہے کہ ہجرتِ مدینہ کو ۱۴۲۸ سال گزر چکے ہیں۔

ہجرت کے بعد اِسلام کی ترقّی کے شان دار دَور کا آغاز ہوا۔

سوالات

۱۔ رسولِ اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اور مسلمانوں نے ہجرت کیوں کی؟

۲۔ امام علی عَلَیہ السّلام نے ہجرت کی رات رسولِ اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے بستر پر سونا کیوں قبول کیا؟

۳۔ ہجری کیلنڈر کی ابتدا کس وقت سے ہوتی ہے؟

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لکھیے:

اجتماع۔ وعظ۔ کیلنڈر۔ شان دار۔ ماجرا۔ انتخاب۔ انقلاب

Presented by www.ziaraat.com

محنت کا پھل

رسولِ اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے زمانے میں ایک شخص مدینے میں رہتا تھا جو غریب اور بے روزگار تھا۔ چونکہ آمدنی کا کوئی ذریعہ نہ تھا اِس لئے اُس کے گھر میں اکثر فاقہ ہوتا تھا۔ ایک دن تنگ آ کر اُس کی بیوی نے کہا:

''تم رسولِ اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں جا کر مدد کی درخواست کیوں نہیں کرتے۔''

وہ شخص رسولِ اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں آیا لیکن اِس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا آپ نے فرمایا:

''اگر کوئی ہماری مدد چاہے گا تو ہم ضرور اُس کی مدد کریں گے لیکن اگر کوئی شخص محنت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے دوسروں کی مدد سے بے نیاز کر دے گا۔''

یہ سن کر وہ شخص اٹھا اور رسولِ اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے کچھ عرض کئے بغیر گھر واپس چلا گیا۔ دوسرے دن وہ پھر آپ کی خدمت میں پہنچا لیکن اِس سے پہلے کہ وہ بات شروع کرتا آپ نے وہی کل والا جملہ دُہرایا۔ چنانچہ اُسے کچھ کہنے کی ہمّت نہیں پڑی اور وہ واپس گھر چلا گیا۔

تیسرے روز جب وہ رسولِ اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے پھر وہی بات کہی۔ اب بھی وہ خاموشی سے اٹھ کھڑا ہوا لیکن

Presented by www.ziaraat.com

اِس مرتبہ وہ گھر جانے کے بجائے اپنے ایک دوست کے ہاں پہنچا۔ اُس سے ایک کلہاڑا مانگا اور جنگل کا رخ کیا۔

وہ دیر تک جنگل میں لکڑیاں کاٹتا رہا۔ پھر اُس نے لکڑیوں کا گٹھا سَر پر رکھا اور بازار میں لاکر بیچ دیا۔ جو پیسے ملے اُن سے ضروری سودا سَلف خریدا اور گھر آ گیا۔

اب اُس نے بڑھ چڑھ کر محنت شروع کر دی۔ ہر روز پہلے سے بڑا لکڑیوں کا گٹھا تیار کرتا اور بیچ ڈالتا۔ رفتہ رفتہ اُس کے پاس کچھ پُونجی بھی جمع ہوگئی۔ اب اُس نے دو اُونٹ اور اپنے کام کا ضروری سامان بھی خرید لیا۔

ایک دن اُس نے رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنی آپ بیتی سنائی تو آپ نے فرمایا:

''کیا ہم نے نہیں کہا تھا کہ اگر کوئی ہماری مدد چاہے گا تو ہم ضرور اُس کی

Presented by www.ziaraat.com

مدد کریں گے لیکن جو شخص محنت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کو دوسروں کی مدد سے بے نیاز کر دے گا۔''

اِسلام نے جہاں محتاجوں اور ناداروں کی مدد کرنے کا حکم دیا ہے وہاں کاہلی اور مُفت خوری کو بھی ناپسند کیا ہے۔

چنانچہ اِس واقعے سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ اگر کوئی شخص حاجت مند ہو تو ہمیں اُس کی ضرور مدد کرنی چاہیے لیکن دوسروں کی مدد کے بھروسے ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہنا بھی اچھّی بات نہیں ہے۔

اِنسان کو چاہیے کہ جہاں تک ممکن ہو اپنی روزی محنت کر کے کمائے اور مُفت خوری سے بچے۔

اللہ تعالیٰ محنت کرنے والوں کو محنت کا پھل ضرور دیتا ہے۔

سوالات

۱۔ بے روزگار شخص بار بار رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں کیوں جاتا تھا اور بغیر کچھ کہے کیوں واپس آجاتا تھا؟

۲۔ رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے الفاظ کا بے روزگار شخص پر کیا اثر ہوا؟

۳۔ کامیابی کا راز کس چیز میں پوشیدہ ہے؟

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لکھیے:

بے روزگار۔ بے نیاز۔ سوداسلَف۔ پُونجی۔ آپ بیتی۔ مُفت خوری

Presented by www.ziaraat.com

مہربان پیشوا

ایک دن امام علی علیہ السّلام اپنے غلام قنبر کے ساتھ بازار تشریف لے گئے۔ وہاں سے آپ نے دو کُرتے خریدے جن میں سے ایک تو سستا اور معمولی تھا لیکن دوسرا اچھّا اور مہنگا تھا۔ واپس گھر پہنچ کر آپ نے اچھّا کرتا قنبر کو دے دیا اور دوسرا اپنے لئے رکھ لیا۔

قنبر کو اِس بات پر حیرت ہوئی اور اُس نے عرض کیا:

"یا امیرَ المؤمنین! آپ مسلمانوں کے پیشوا ہیں اِس لئے آپ کا لباس اچھّا ہونا چاہیے۔ بہتر ہوگا کہ آپ یہ کُرتا پہنیں اور دوسرا مجھے دے دیں۔"

امام علی علیہ السّلام نے فرمایا:

"تم جوان ہو اور اچھّا کرتا تم پر خوب بجے گا۔ میں مسلمانوں کا پیشوا ہوں اور مسلمانوں کے پیشوا کو سادہ زندگی بسر کرنی چاہیے۔"

اِسلام مُساوات کا دین ہے۔ اِس میں نہ تو کوئی ذات پات اور اُونچ نیچ ہے اور نہ اِس کی نظر میں امیر اور غریب یا غلام اور آقا کا کوئی فرق ہے۔

ہمارے دینی پیشوا سب لوگوں کو ایک نظر سے دیکھتے تھے۔ وہ سادہ زندگی بسر کرتے تھے اور دوسروں کے آرام کا زیادہ خیال رکھتے تھے۔

امام علی علیہ السّلام نے لباس کے معاملے میں اپنے غلام پر شفقت فرما کر

Presented by www.ziaraat.com

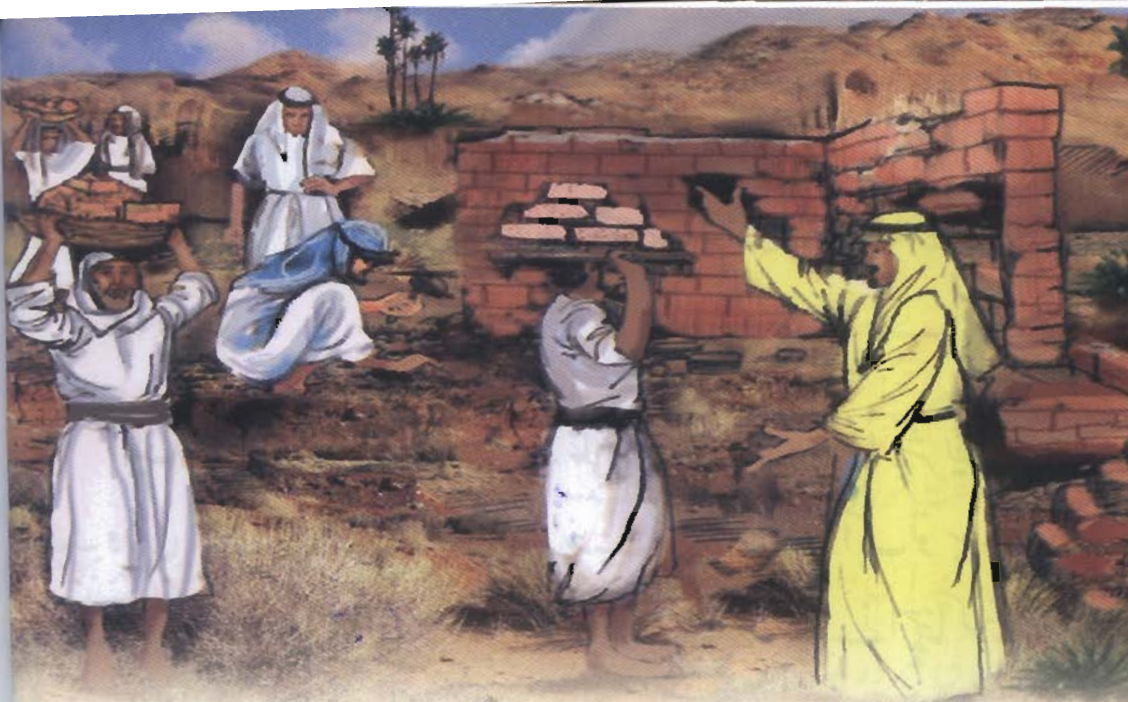

اِسلام کے زرّیں اُصول پر عمل کرنا سکھایا ہے۔

ہم امام علی عَلیہ السّلام کے ماننے والے ہیں اِس لئے ہمیں یہ بات جان لینی چاہیے کہ اِسلام میں فضیلت کی بنیاد علم اور تقویٰ ہے۔

ہمارے ائمہؑ کا کردار ہمارے لئے عملی نمونہ ہے۔

سوالات

۱۔ امام علی عَلیہ السّلام کا غلام یہ کیوں چاہتا تھا کہ امام اچھا کرتا پہنیں؟

۲۔ امام علی عَلیہ السّلام نے اچھا کُرتا خود نہ لینے کا کیا جواز پیش کیا؟

۳۔ اِسلام میں فضیلت کی بنیاد کس بات پر ہے؟

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لکھیے:

امیرُ المؤمنین ۔ پیشوا ۔ مُساوات ۔ شَفقَت ۔ زرّیں ۔ تقویٰ

Presented by www.ziaraat.com

حضرت فاطمہ زہرا سلامُ اللہ علیہا

اُمُّ المؤمنین حضرت خدیجہ سلامُ اللہ علیہا رسولِ اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی پہلی زوجہ تھیں۔ آپ اپنے شوہر کی بے حد وفادار تھیں۔ آپ نے سب سے پہلے اِسلام قبول کیا اور اپنی ساری دولت حضورِ اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو دے دی تاکہ آپ اُسے اِسلام کی تبلیغ کے لئے خرچ کریں۔

بعثت کے پانچویں سال ۲۰ ر جمادی الثانی کا بابرکت دن تھا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت خدیجہ سلامُ اللہ علیہا اور رسولِ اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو حضرت فاطمہ سلامُ اللہ علیہا جیسی عظیم بیٹی عطا فرمائی۔

ابھی حضرت فاطمہ سلامُ اللہ علیہا کمسن ہی تھیں کہ آپ کی والدہ کا انتقال ہوگیا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب رسولِ اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے مکّے کے کافروں کی دشمنی زوروں پر تھی اور وہ آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچاتے تھے۔ اِس نوعمری میں بھی حضرت فاطمہ سلامُ اللہ علیہا اپنے والد بزرگوار کی پوری پوری خدمت اور دِل جُوئی کرتی تھیں اسی لئے حضورِ اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے آپ کو اُمِّ اَبِیْھَا یعنی اپنے باپ کی ماں کا لقب عطا فرمایا۔

آپ کے بہت سے القاب میں سے بتُول اور زَہرا بہت مشہور ہیں۔

ہجرتِ مدینہ کے بعد حضرت فاطمہ سلامُ اللہ علیہا اور امام علی عَلَیہِ السّلام کی

Presented by www.ziaraat.com

شادی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو بیٹے (امام حسن اور امام حسین علیہما السلام) اور دو بیٹیاں (حضرت زینب اور حضرت اُمِّ کُلثُوم سلامُ اللہ علیہا) عطا فرمائیں۔

آپ کا رتبہ تین نسبتوں سے بلند ہے۔ آپ رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی بیٹی، امام علی عَلَیہِ السّلام کی زوجہ اور گیارہ اماموں کی ماں ہیں۔ آپ کے سو دنیا کی کسی عورت کو یہ رُتبہ نصیب نہیں ہوا۔

Presented by www.

حضرت فاطمہ زہرا سلامُ اللہ علیہا بہت بڑی عالِمہ اور بے حد عبادت گزار تھیں۔ مسلمان عورتوں کو اگر کوئی دینی یا دنیاوی مشکل پیش آتی تو وہ آپ کے پاس آتیں اور آپ اُن کی رہنمائی فرماتی تھیں۔

حضرت فاطمہ زہرا سلامُ اللہ علیہا کی زندگی بے حد پاکیزہ اور سادہ تھی۔ آپ کے نزدیک قیمتی لباس وغیرہ کی کوئی اہمیّت نہیں تھی۔

آپ کی نظر میں انسان کی فضیلت کا معیار خُدا شناسی، پرہیزگاری، علم، پاک دامنی اور خدمتِ خَلق تھا اور اِن صفات میں وہ خود بھی دوسروں کے لئے نمونہ تھیں۔

اِسلام میں آپ کا رُتبہ بے حد بلند ہے۔ آپ دونوں جہانوں میں روئے زمین کی تمام عورتوں کی سَردار ہیں۔

حضرت فاطمہ زَہراؑ خواتین کے لئے بہترین نمونۂ عمل ہیں۔

سوالات

۱۔ حضرت فاطمہ زَہرا سلامُ اللہ علیہا کی ولادت کب ہوئی؟

۲۔ اُمّ ِ ابیہا سے کیا مراد ہے رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے یہ لقب کسے دیا؟

۳۔ حضرت فاطمہ زَہرا سلامُ اللہ علیہا کا اِسلام میں کیا رُتبہ ہے؟

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لکھئے:

دِل جُوئی۔ اُمّ ِ ابیہا۔ خُدا شناسی۔ رُوئے زمین

Presented by www.ziaraat.com

امام موسیٰ کاظم عَلیہ السّلام

امام موسیٰ کاظم عَلیہ السّلام، امام جعفر صادق عَلیہ السّلام کے فرزند تھے۔
آپ ۷ رصفر ۱۲۸ھ ہجری کو مکّہ اور مدینہ کے درمیان ابواء نامی گاؤں میں پیدا ہوئے تھے۔ کاظم کے معنی ہیں غصّے کو ضبط کرنے والا۔ آپ کا یہ لقب اِس لئے مشہور ہوا کہ آپ بہت بُردبار تھے اور کبھی غصّے کا اظہار نہیں فرماتے تھے۔

آپ حاجت مندوں کی خدمت کے لئے ہر وقت تیار رہتے اِسی لئے آپ ''خادم'' کے لقب سے بھی مشہور تھے۔ سخاوت اور خدمتِ خَلق آپ کی نمایاں صفات تھیں۔ لوگ آپ سے بے حد محبّت کرتے اور نہایت عزّت سے پیش آتے تھے۔

امام موسیٰ کاظم عَلیہ السّلام کے زمانے میں بنی عبّاس کی حکومت مستحکم ہو چکی تھی۔ آپ نے منصور، مہدی، ہادی اور ہارون کا دَور دیکھا۔ بنی اُمیّہ سے بڑھ کر عبّاسی خُلفاء اہل بیتؑ کے جانی دشمن تھے۔

منصور کے زمانے میں امام موسیٰ کاظم عَلیہ السّلام پوری توجّہ اور اطمینان کے ساتھ مدینے میں لوگوں کی ہدایت میں مشغول رہے کیونکہ خود منصور اپنے لئے دارالحکومت بغداد کی تعمیر میں مصروف تھا۔ بغداد کی تعمیر کے بعد منصور زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہا اور اُس کے بعد مہدی خلیفہ بنا۔ مہدی نے آپ کو زِندان میں

Presented by www.ziaraat.com

ڈال دیا لیکن ایک سال کے بعد اپنی غَلَطی محسوس کرتے ہوئے رِہا کر دیا۔

مہدی کے بعد ہادی کا دَورِ حکومت کُل ایک سال کا تھا لہٰذا وہ بھی آپ کی طرف متوجّہ نہیں ہو پایا۔

ہادی کی موت کے بعد ہارون خلیفہ بنا۔ وہ اہلِ بیتِ رسولؐ کو اپنی حکومت کے لئے بہت بڑا خطرہ سمجھتا تھا۔ اِس لئے جب اُس نے دیکھا کہ لوگ امام موسیٰ کاظم عَلیہ السّلام سے بے حد عقیدت رکھتے ہیں تو اُسے بڑی فکر ہوئی۔ اُسے علم تھا کہ امام موسیٰ کاظم عَلیہ السّلام اُس سے ہر طرح سے بہتر ہیں اور مسلمانوں پر حکومت کے زیادہ حقدار ہیں۔ حَسَد اور دشمنی کی وجہ سے اُس نے آپ کو گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا اور بعد میں زہر دِلوا کر شہید کرا دیا۔ آپ کی تاریخِ شہادت ۲۵ / رجب ۱۸۳ھ ہجری ہے۔ آپ کا روضۂ مبارک بغداد کے نزدیک کاظمین میں واقع ہے۔

غصّے کو ضبط کرنا ہمارے اماموں کا طریقہ ہے۔

سوالات

۱۔ ہمارے ساتویں امام کن القاب سے یاد کئے جاتے ہیں؟

۲۔ کاظم اور خادم کے کیا معنی ہیں؟

۳۔ امام موسیٰ کاظم عَلیہ السّلام سے ہارون کیوں حَسَد کرتا تھا؟

۴۔ ان الفاظ کے معنی لکھئے: مستحکم۔ دارالحکومت۔ زِندان۔ عقیدت۔ خدمتِ خَلق

Presented by www.ziaraat.com

امام علی رِضا عَلیہ السّلام

ہمارے آٹھویں امام کا نام علیؑ ہے۔ آپ اپنے والد امام موسیٰ کاظم عَلیہ السّلام کی طرح بہت بُردبار تھے۔ آپ بہت کم کسی سے ناخوش ہوتے تھے اِس لئے لوگ آپ کو محبّت سے امام رِضا کہتے تھے۔ آپ کا یہ لقب نام سے بھی زیادہ مشہور ہوا۔ آپ اپنے خدّام اور عوام پر بے حد مہربان تھے اور کبھی بھی کسی کی جائز درخواست رد نہیں کرتے تھے۔

امام رِضا عَلیہ السّلام کے زمانے میں اِسلامی دُنیا میں عِلم وفَضل کا بہت چرچا تھا۔ چونکہ آپ اپنے وقت کے امام اور علم کا سمندر تھے اِس لئے سیکڑوں علماء مختلف علاقوں سے علم حاصل کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور علم کی پیاس بجھاتے تھے۔

مدینہ سے خراسان جاتے ہوئے آپ نیشاپور سے گزرے تو لوگوں کا ہُجوم آپ کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے اُمنڈ آیا۔ آپ نے اُس وقت جو یادگار خطبہ ارشاد فرمایا وہ علم وحکمت کا لازوال خزانہ ہے۔

آپ ۱۱/ ذیقعدہ ۱۴۸ھ ہجری کو مدینہ میں پیدا ہوئے اور زندگی کا بڑا حصّہ وہیں گزارا یہاں تک کہ امین اور مامون کی خلافت کا زمانہ آ گیا۔

امین اور مامون دونوں ہارون کے بیٹے تھے۔ امین کی ماں زبیدہ عرب

by www.ziaraat.com

اور عبّاسی خاندان سے تھی جب کہ مامون کی ماں غیر عرب تھی۔ ہارون کے بعد امین خلیفہ جب کہ مامون صوبہ خراسان کا گورنر بنا۔ چند سال بعد مامون کی فوج کے کمانڈر نے بغداد میں امین کو قتل کر دیا اور یوں مامون خلیفہ بن گیا۔ چنانچہ عبّاسی خاندان کی ہمدردیاں امین کے ساتھ تھیں۔

اِس صُورت حال سے نمٹنے کے لئے مامون نے ایک ترکیب سوچی۔ اُس نے اِصرار کر کے امام رِضا عَلیہِ السّلام کو مدینے سے خراسان بلا بھیجا اور آپ کو اپنا ولی عہد بنا دیا۔ اس طرح وہ اہلِ بیتؑ کے ماننے والوں کی ہمدردیاں حاصل کرنا چاہتا تھا جن کی ایران میں بہت بڑی تعداد آباد تھی۔

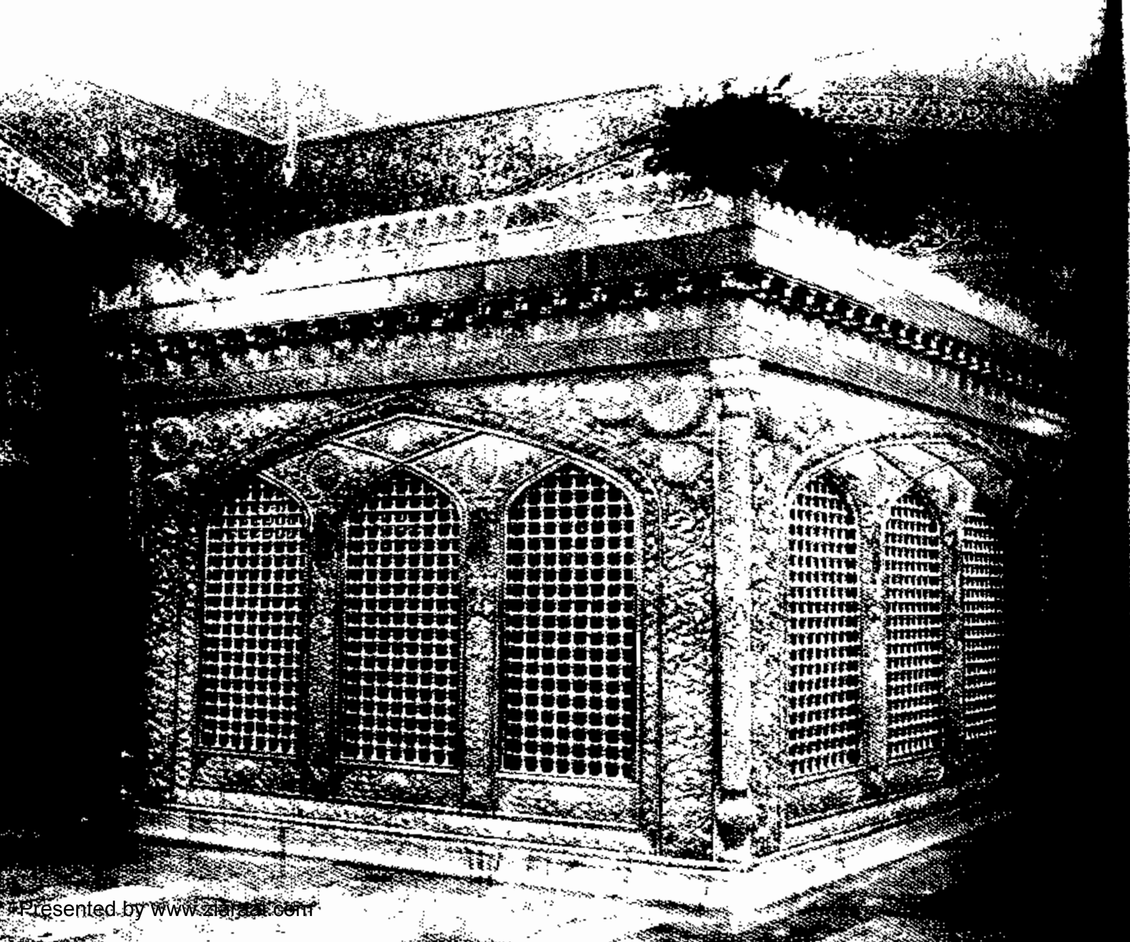

Presented by www.ziaraat.com

امام رِضا عَلیہ السّلام نے بوجھل دل کے ساتھ مامون کی پیشکش قبول تو کرلی لیکن کاروبارِ حکومت میں حصّہ نہیں لیا بلکہ پہلے کی طرح لوگوں کی تعلیم و تربیت میں ہی مشغول رہے۔ ولی عہدی کے دَور میں بھی آپ ٹاٹ پر سوتے اور غلاموں کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔

مامون کی حکومت سنبھل گئی تو اُس نے اپنے کینے کا اظہار یوں کیا کہ ۲۰۳ھ ہجری میں زہر دِلوا کر آپ کو شہید کر دیا۔

آپ کا مزار مُبارک ایرانُ کے شہر مشہد میں ہے جہاں ہر وقت دنیا بھر سے آئے ہوئے لاکھوں زائرین کا ہُجوم رہتا ہے۔

> علم اِنسانیت کے ماتھے کا جُھومر ہے۔

سوالات

۱۔ ہمارے آٹھویں امام کو ''امام رِضاؑ'' کیوں کہا جاتا ہے؟

۲۔ امام علی رِضا عَلیہ السّلام کو مامون نے اپنا ولی عہد کیوں مقرّر کیا؟

۳۔ امام علی رِضا عَلیہ السّلام کی شہادت کس طرح ہوئی؟

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لکھیے:

خطبہ۔ نمٹنا۔ ولی عہد۔ بوجھل دل۔ کینہ

Presented by www.ziaraat.com

امام محمد تقی عَلیہ السّلام

ہمارے نویں امام کا اِسمِ مبارک محمدؐ ہے۔ آپ امام علی رِضا عَلیہ السّلام کے فرزند ہیں۔ آپ ۱۵/ذی الحجّہ ۱۹۵ھ ہجری کو مدینہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کو جُودوسخا کی وجہ سے ''جواد'' اور تقویٰ کی وجہ سے ''تقی'' کہا جاتا ہے۔

مامون نے امام علی رِضا عَلیہ السّلام کو شہید تو کروادیا لیکن اپنے تخت وتاج کو بچانے کے لئے وہ عوام پر یہی ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ وہ اہلِ بیتؑ سے عقیدت رکھتا ہے اِس لئے اُس نے امام محمد تقی عَلیہ السّلام کو بغداد بُلا بھیجا۔

اُس وقت امام محمد تقی عَلیہ السّلام کی عمر تقریباً دس سال تھی۔ اِس نوعمری میں بھی آپ کے عِلم وفَضل کا یہ عالَم تھا کہ دُور دُور سے لوگ اپنی روحانی پیاس بجھانے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ مناظروں میں امام محمد تقی عَلیہ السّلام اپنے مخالِفین کو لاجواب کردیتے تھے۔

مامون بہت چالاک تھا۔ امام علی رِضا عَلیہ السّلام کی شہادت کے بعد مامون نے امام محمد تقی عَلیہ السّلام کو مدینہ سے بغداد بُلا کر آپ سے محبّت کا اظہار کیا تاکہ اُس پر امام علی رِضا عَلیہ السّلام کو شہید کرنے کا الزام نہ آئے۔ نیز مامون نے اپنی بیٹی اُمِّ فَضل کی شادی آپ سے کردی۔

جب مامون کے بعد اُس کا بھائی معتصم خلیفہ بنا تو اُسے امام تقی عَلیہ السّلام

Presented by www.ziaraat.com

کی ہر دلعزیزی ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی۔ اِس کے علاوہ مامون کی بیٹی اُمِّ فَضَل بھی آپ کے خلاف شکایتی خطوط لکھتی رہتی تھی۔ چنانچہ معتصم نے آپ کو ایک دفعہ پھر بغداد بُلا بھیجا۔ جب آپ وہاں پہنچے تو آپ کو قید کر دیا گیا۔

قید خانے میں آپ پر کڑی نگرانی تھی اور طرح طرح کی اذیّتیں دی جاتی تھیں۔ بالآخر ایک سال کے بعد ۲۲۰ھ ہجری میں معتصم نے آپ کو زہر دِلوا کر شہید کر دیا۔ آپ کا مزارِ مبارک بغداد کے قریب کاظمین میں ہے۔

ہمارے امام عمر میں چھوٹے ہوں یا بڑے وہ عالِم ہوتے ہیں۔

سوالات

۱۔ جب امام محمد تقی عَلیہ السّلام پہلی مرتبہ بغداد گئے اُس وقت آپ کی عمر کیا تھی؟

۲۔ جب امام محمد تقی عَلیہ السّلام دوسری مرتبہ بغداد گئے تو آپ کے ساتھ کیسا سلوک کیا گیا؟

۳۔ اُمِّ فَضَل کون تھی؟ اُس کا رویّہ امام محمد تقی عَلیہ السّلام کے ساتھ کیسا تھا؟

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لکھئے:

جُود و سخا۔ تقویٰ۔ مناظرہ۔ نوعمری۔ ہر دلعزیزی

Presented by www.ziaraat.com

نماز

نماز پڑھنا دینِ اِسلام کا بنیادی رُکن ہے۔قرآن مجید میں نماز پڑھنے کی خاص تاکید آئی ہے۔سورۂ مبارکہ روم میں ہے کہ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ یعنی نماز پڑھتے رہو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا ہے: اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِ یعنی نماز مومن کی معراج ہے۔

چونکہ نماز پڑھنا ہر مسلمان پر فرض ہے اِس لئے ہمیں چاہیے کہ اِس کی صحیح ادائیگی کا طریقہ سیکھیں۔نماز شروع کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ

(۱) بدن اور لباس پاک ہو۔

(۲) وضو کا پانی خالِص اور پاک ہو۔

(۳) لباس اور مُصَلّٰی مُباح ہو۔(غصبی نہ ہو)

(۴) قبلے کی طرف منہ ہو۔

(۵) نماز کا وقت آچکا ہو۔

(۶) بدن کے جو حصّے ڈھانکنا ضروری ہیں وہ ڈھکے ہوئے ہوں۔

نماز پڑھنا ایسا ہی ہے جیسے ہم اپنے پروردگار سے باتیں کر رہے ہوں۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں اگر کوئی شخص کسی عام بادشاہ کے سامنے بھی جاتا ہے تو

Presented by www.ziaraat.com

بڑے
باوش
کر
وہ نم
نماز و
خدا کی
پاؤں

1

2

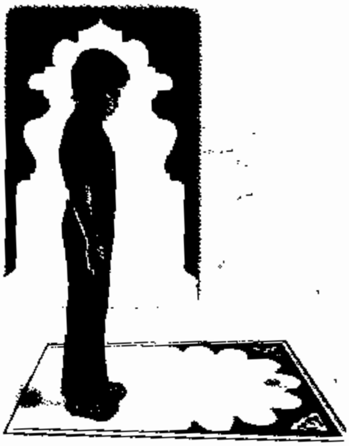

3

5

۱۔ قر
۲۔ ,,
۳۔ کی
۴۔ کو
۵۔ اِن

Presented by www.ziaraat.com

بڑے ادب سے کھڑا ہوتا ہے لہٰذا ہمیں چاہیے کہ نماز میں سب سے بڑے بادشاہ کے سامنے پورے ادب سے کھڑے ہوں کیونکہ قرآن مجید منافقین کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے: وَاِذَا قَامُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی یعنی جب وہ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو بے دلی کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔

سورۂ مومنون میں ہے کہ بے شک وہ مومنین کامیاب ہیں جو اپنی نمازوں میں عجز و نیاز کرتے ہیں اور اُن کے دل و دماغ پوری یکسوئی کے ساتھ خُدا کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔

قبلے سے منّہ پھیر لینا، چیونگم چبانا، ہنسنا، رونا، کپڑوں سے کھیلنا، بلا وجہ پاؤں ہلانا اور اِسی طرح کی دوسری حرکات آدابِ نماز کے خلاف ہیں۔

نماز بُرائیوں اور بے حیائی کے کاموں سے روکتی ہے۔

سوالات

۱۔ قرآنِ مجید میں سب سے زیادہ تاکید کس عبادت کے لئے آئی ہے؟
۲۔ ''قبلہ'' سے کیا مراد ہے؟
۳۔ کیا نماز کے دوران چلنا پھرنا جائز ہے؟
۴۔ کون سی باتیں آدابِ نماز کے خلاف ہیں؟
۵۔ اِن الفاظ کے معنی لکھیے: مُصلّٰی۔ مُباح۔ غصبی۔ خالِص پانی۔ مُنافِقین۔ یکسوئی

Presented by www.ziaraat.com

فجر کی نماز

فجر کی نماز میں دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں۔ نماز شروع کرنے سے پہلے ہم قبلے کی طرف منہ کر کے قُربَۃً اِلَی اللّٰہ کی نیّت کرتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم یہ نماز اپنے پروردگار کی خوشنودی کے لئے پڑھ رہے ہیں۔

نیّت کرنے کے بعد ہم دونوں ہاتھ کانوں تک لے جا کر اَللّٰہُ اَکبَرُ کہتے ہیں۔ اسے تکبیرِ تحریمہ یا تَکبِیرَۃُ الِاحرَام کہتے ہیں۔ تکبیر کے بعد قیام کی حالت میں سورۂ حمد اور سورۂ توحید پڑھتے ہیں۔ اِس کے بعد ہم رکوع کرتے ہیں یعنی آگے کی طرف جھک کر ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھ لیتے ہیں۔ رکوع میں ہم سُبحَانَ رَبِّیَ العَظِیمِ وَبِحَمدِہٖ [۱] کہتے ہیں۔ رکوع کے بعد سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ [۲] کہتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اِس کے بعد ہم سجدے میں جاتے ہیں۔ سجدے میں ہم اپنی پیشانی، دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے اور پاؤں کے دونوں انگوٹھے زمین پر ٹِکا دیتے ہیں اور سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعلٰی وَبِحَمدِہٖ [۳] کہتے ہیں۔ رکوع اور سجدے میں تسبیح ایک دفعہ پڑھ سکتے ہیں لیکن تین دفعہ پڑھنا بہتر ہے۔

۱۔ یعنی میرا رب بڑی شان والا ہے اور سب تعریفیں اُسی کے لئے ہیں۔

۲۔ یعنی جو حمد میں نے کی وہ اللہ نے سن لی۔

۳۔ یعنی میرا بزرگ و برتر رب بڑی شان والا ہے اور سب تعریفیں اُسی کے لئے ہیں۔

Presented by www.ziaraat.com

اِس کے بعد ہم سجدے سے سَر اٹھا کر سیدھے بیٹھتے ہیں اور اَستَغفِرُ اللّٰہَ رَبِّیۡ وَاَتُوۡبُ اِلَیۡہِ کہتے ہیں پھر دوسرا سجدہ کرتے ہیں۔ سجدے میں ضروری ہے کہ ہم اپنی پیشانی پاک زمین یا پاک مٹی یا پاک پتّھر یا پاک لکڑی پر رکھیں۔ البتّہ کربلا کی خاک پر سجدہ کرنا افضل ہے کیونکہ یہ خاک ہمیں اِسلام کو بچانے کے لئے جان قربان کرنے والے شہیدوں کی یاد دلاتی ہے۔ دوسرے سجدے سے سَر اٹھانے اور دوبارہ کھڑا ہونے تک پہلی رکعت پوری ہو جاتی ہے۔

دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح ہی شروع کی جاتی ہے البتّہ اِس رکعت میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا مستحب ہے۔ اِس کے معنی یہ ہیں کہ ہم ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے دعا مانگیں۔ قنوت میں کوئی بھی دعا مانگی جاسکتی ہے مثلاً رَبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا وَّاَلۡحِقۡنِیۡ بِالصَّالِحِیۡنَ[1]۔

دوسری رکعت کے دونوں سجدوں کے بعد ہم بیٹھ جاتے ہیں۔ اِسے جُلُوس کہتے ہیں۔ جُلُوس میں ہم شہادتین اَشۡهَدُ اَنۡ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِیۡکَ لَهٗ وَ اَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ[2] پڑھتے ہیں۔ پھر ہم دُرود شریف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ[3] پڑھتے ہیں۔

۱۔ یعنی اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما اور مجھے نیک لوگوں میں شامل فرما۔

۲۔ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سِوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ ایک ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمدؐ اُس کے بندے اور اُس کے رسولؐ ہیں۔

۳۔ یعنی اے اللہ تو حضرت محمدؐ اور اُن کی اولاد پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔

Presented by www.ziaraat.com

اگر نماز میں محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود نہ بھیجا جائے تو نماز قبول نہیں ہوتی۔

نماز ختم کرنے سے پہلے سلام پڑھتے ہیں جو یوں ہے:

اَلسَّلَامُ عَلَیکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ [1]

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ [2]

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ [3]

ہر نماز کے بعد وہ تسبیح پڑھنا مستحب ہے جو رسول اکرمؐ نے حضرت فاطمہؑ کو سکھائی تھی یعنی ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰه، ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰه اور ۳۴ مرتبہ اَللّٰهُ اَکْبَرُ۔ یہ تسبیح، تسبیحِ فاطمہؑ کے نام سے مشہور ہے۔

باجماعت نماز پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے۔

سوالات

۱۔ رکوع اور سجدے سے کیا مراد ہے؟ ہر رکعت میں کتنے رکوع اور سجدے ہوتے ہیں؟

۲۔ کون کون سی چیزوں پر سجدہ کرنا جائز ہے؟ کیا ہم قالین پر سجدہ کر سکتے ہیں؟

۳۔ حضرت فاطمہؑ کو تسبیح کس نے سکھائی تھی؟

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لکھیے:

رکوع۔ سجدہ۔ قبلہ رُو۔ قنوت۔ مستحب۔ تسبیحِ حضرت فاطمہؑ

۱۔ یعنی اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

۲۔ یعنی ہم سب پر اور اللہ کے صالح بندوں پر سلام ہو۔

۳۔ یعنی تم سب پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔

Presented by www.ziaraat.com

حج

نماز اور روزے کی طرح حج بھی اِسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک رُکن ہے۔ یہ ایک جسمانی عبادت کے ساتھ ساتھ مالی عبادت بھی ہے۔

زندگی میں ایک مرتبہ خانۂ کعبہ کا حج کرنا ہر اُس مسلمان مرد اور عورت پر واجب ہے جو بالغ، عاقل، تندرست اور مال دار ہو۔

جو شخص حج کو جانا چاہے اُس کے لئے ضروری ہے کہ اُس کے ذمّے لوگوں کے اگر کوئی حقوق ہیں تو ادا کرے اور گھر والوں کے لئے اتنا انتظام کر جائے کہ اُس کی واپسی تک گھر کا خرچ چلتا رہے۔

رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا ارشادِ گرامی ہے: ''جو شخص شرعی عُذر کے بغیر واجب حج نہ کرے اور مر جائے وہ مسلمان نہیں مرتا۔''

حج کے کئی مراسم ہیں جنھیں مَناسکِ حج کہا جاتا ہے۔ ذیل میں ہم چند مَناسکِ حج کا مختصر ذکر کرتے ہیں:

(ا) احرام: احرام کے معنی حرمِ کعبہ میں آنے اور بعض حلال اور مُباح چیزوں کو اپنے اوپر حرام کرنے کے ہیں۔ اصطلاحاً احرام اُن دو سُوتی چادروں کو کہتے ہیں جن میں سے ایک چادر حاجی کمر سے باندھتے ہیں اور دوسری کندھے پر ڈالتے ہیں۔ احرام باندھنے کے فوراً بعد وہ تَلْبِیَہ کہتے ہیں۔

لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ

Presented by www.ziaraat.com

(۲) مِیقات: مختلف اطراف سے مکّہ مکرّمہ پہنچنے کے مختلف راستے ہیں۔ اِن راستوں پر بعض مقامات مقرّر ہیں جہاں سے احرام باندھے بغیر آگے بڑھنا حرام ہے۔ اِن مقامات کو مِیقات کہتے ہیں۔

(۳) طواف: خانۂ کعبہ کے گرد چکّر لگانے کو طواف کہتے ہیں۔ طواف میں سات چکّر لگائے جاتے ہیں۔ ہر چکّر کو شُوط کہتے ہیں۔ یہ ضروری ہے کہ طواف کرتے ہوئے خانۂ کعبہ بائیں ہاتھ کی طرف اور مقامِ ابراہیمؑ دائیں ہاتھ کی طرف رہے اور ساتواں شُوط وہیں ختم کرے جہاں سے طواف شروع کیا تھا۔

(۴) حجرِ اَسود: یہ ایک مُتبرّک سیاہ پتّھر ہے جو خانۂ کعبہ میں جڑا ہوا ہے۔ طواف کے دوران حجرِ اَسود کو بوسہ دینا چاہیے۔

(۵) سعی: صفا اور مروہ خانۂ کعبہ کے نزدیک اُن دو پہاڑیوں کے نام ہیں جن کے درمیان حضرت ہاجرہ حضرت اسماعیل عَلیہِ السّلام کے لئے پانی کی تلاش میں بھاگ دوڑ کر رہی تھیں۔ اِسی واقعے کی یاد میں حاجی اِن پہاڑیوں کے درمیان سات چکّر لگاتے ہیں، اِسے سعی کہتے ہیں اور اِس کی ابتدا صفا سے ہوتی ہے۔

(۶) مِنیٰ اور عَرَفات: ۸/ذی الحجہ یَوْمِ تَرْوِیَہ کہلاتا ہے۔ اِس دن حاجی میدانِ عَرَفات روانہ ہوتے ہیں۔ مِنیٰ پہنچ کر ظہر اور عصر کی نیز مغرب اور عشا کی نمازیں پڑھتے ہیں اور شبِ عرفہ (نویں سے پہلے کی رات) مِنیٰ ہی میں گزارتے ہیں اور وہیں نویں تاریخ کی نماز فجر ادا کرتے ہیں۔ جب آفتاب

Presented by www.ziaraat.com

طُلوع ہوتا ہے تو مِنیٰ سے روانہ ہو کر نَمُرَہ میں جو عَرَفات سے ملا ہوا ہے خیمہ لگاتے ہیں اور ظہر کے وقت عَرَفات میں داخل ہوتے ہیں۔

(۷) وُقُوفِ مَشعَر: حاجیوں کے لئے عَرَفات میں پڑاؤ ڈالنے کے بعد واجب ہے کہ جب شام ہو جائے تو نمازِ مغرب پڑھے بغیر مَشعَر روانہ ہوں اور مغرب اور عشا کی نماز وہاں ادا کریں۔ یہ نمازیں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ اِکھٹّی پڑھی جاتی ہیں۔ حاجیوں کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ تین شیطانوں کو مارنے کے لئے کنکریاں اٹھالیں۔

(۸) مِنیٰ روانگی: مَشعَر میں پڑاؤ کے بعد ۱۰ رذی الحجہ کو صبح حاجی مِنیٰ روانہ ہوتے ہیں جہاں جُمرۂ عَقَبہ کو کنکریاں مارتے ہیں، قربانی کرتے ہیں اور سَر کے بال ترشواتے ہیں۔ بال ترشوانے کے بعد (جو صِرف مَردوں کے لئے ہے) حاجیوں پر مکّہ لوٹ آنا واجب ہے۔

حج کی تین قسمیں ہیں:

(۱) حَجِّ تَمَتُّع (۲) حَجِّ قِرَان (۳) حَجِّ اِفْرَاد

حجِ تمتّع مکہ سے ۴۸ میل یا اس سے زیادہ دُور رہنے والوں کے لئے ہے دوسرے دونوں حج مکّہ میں یا مکّہ سے ۴۸ میل سے کم فاصلے پر رہنے والوں کے لئے ہیں۔ اِن تینوں حج کے ارکان یکساں ہیں۔ فرق صِرف اتنا ہے کہ حجِ تمتّع کا عُمرہ حج سے پہلے اور حجِ قِران یا حجِ اِفراد کا عُمرہ حج کے بعد کیا جاتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

مختلف مناسکِ حج ادا کرنے کے بعد حج پورا ہو جاتا ہے۔ اِس کے بعد حاجی احرام اتار کر اپنا عام لباس پہن سکتے ہیں اور احرام کی پابندیاں جو حج کے دنوں میں لگی ہوتی ہیں ختم ہو جاتی ہیں۔

حج کا اجتماع مسلمانوں کے لئے میل جول اور اِسلامی اتحاد کے اظہار کا ذریعہ ہے جو ہر سال ہوتا ہے۔ اِس میں ہر رنگ، نسل اور علاقے کے مسلمان

فقط سفید احرا
ایمان اَفروز م
اگر چہ
مدینہ منوّرہ جا
نہ دی جائے
مسلمان عام
حاضری دیتے

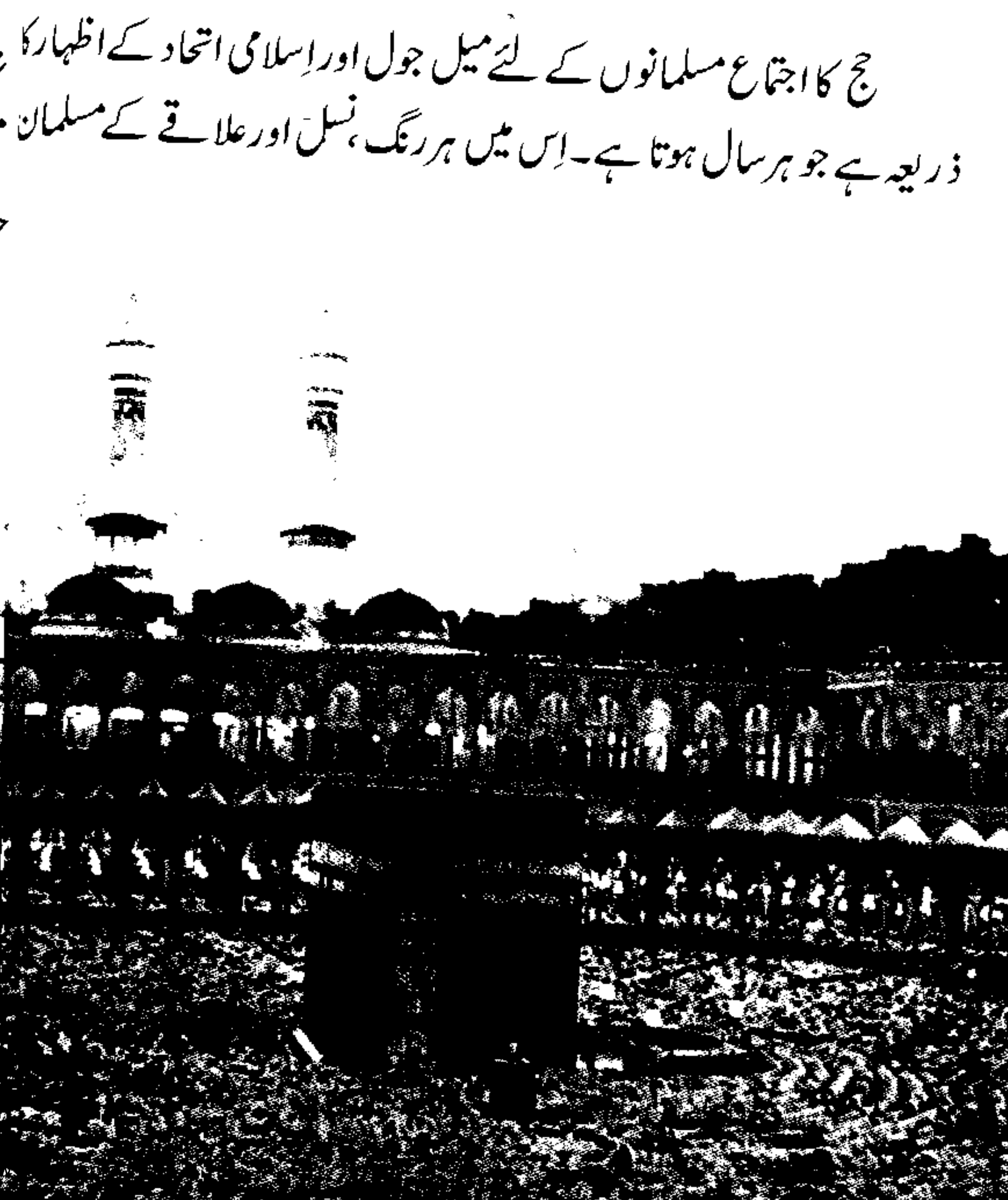

حج کی اِس
بغیر احرا
مسلمان
حجرِ اَسود
صَفا اور مَر
مندرجہ ذ
مناسکِ

Presented by w

فقط سفید احرام میں شامل ہوتے ہیں اور اِسلامی بھائی چارے اور مُساوات کا ایمان اَفروز منظر پیش کرتے ہیں۔

اگرچہ مناسکِ حج ادا کرنے سے حج پورا ہو جاتا ہے لیکن جب تک مدینہ منوّرہ جا کر رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے روضۂ مبارک پر حاضری نہ دی جائے حج کا روحانی لطف حاصل نہیں ہوتا۔ حج سے پہلے یا حج کے بعد مسلمان عام طور پر رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے روضۂ مبارک پر حاضری دیتے ہیں اور اُن سے اپنی محبّت اور عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔

حج دینِ اِسلام کا ایک بنیادی رُکن ہے۔

سوالات

- حج کی اِسلام میں کیا اہمیّت ہے؟ حج کے لئے مسلمان کہاں جاتے ہیں؟
- بغیر احرام باندھے جن مقامات سے آگے بڑھنا حرام ہے انھیں کیا کہتے ہیں؟
- مسلمان پر حج واجب ہونے کی کیا شرائط ہیں؟
- حجرِ اَسود کے متعلّق آپ کیا جانتے ہیں؟
- صَفا اور مَروہ کے درمیان سعی کس کی یاد میں کی جاتی ہے؟
- مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لکھئے:

مناسکِ حج۔ احرام۔ میقات۔ طواف۔ شُوط۔ حجرِ اَسود۔ سعی۔ یومِ ترِ ویہ۔

Presented by www.ziaraat.com

عیدُالاضحیٰ

عیدُالاضحیٰ مسلمانوں کا بہت بڑا تہوار ہے۔ یہ عید ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو منائی جاتی ہے۔

حضرت ابراہیم عَلیہ السّلام ایک جلیلُ القدر نبی گزرے ہیں۔ آپ کے دونوں بیٹے حضرت اسماعیل عَلیہ السّلام اور حضرت اسحاق عَلیہ السّلام بھی نبی تھے۔ حضرت اسماعیل عَلیہ السّلام کی نسل میں سے حضرت محمد صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم ہیں اور حضرت اسحاق عَلیہ السّلام کے بیٹے حضرت یعقوب عَلیہ السّلام جنھیں اِسرائیل بھی کہا جاتا تھا کی نسل بنی اِسرائیل کہلاتی ہے۔

ایک دن حضرت ابراہیم عَلیہ السّلام نے خواب میں دیکھا کہ آپ حضرت اسماعیل عَلیہ السّلام کو ذبح کر رہے ہیں۔ چونکہ انبیائے کرامؑ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہوتے ہیں اِس لئے اُن کے خواب بھی ایک قسم کا اِلہام ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیم عَلیہ السّلام سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے بیٹے کی قربانی مانگی ہے۔ آپ نے حضرت اسماعیل عَلیہ السّلام سے اِس خواب کا ذکر کیا تاکہ اُن کی رائے معلوم کریں تو انھوں نے نہایت ادب سے کہا:

''ابّا جان! اللہ تعالیٰ نے جو حکم آپ کو دیا ہے اُس پر عمل کیجئے، انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔''

Presented by www.ziaraat.com

حضرت ابراہیم عَلیہ السّلام نے ایک رسّی اور چُھری سنبھالی اور بیٹے کو ساتھ لے کر مِنیٰ روانہ ہوگئے۔ راستے میں شیطان نے تین دفعہ اُن کو بہکانے کی کوشش کی لیکن حضرت ابراہیم عَلیہ السّلام نے اُسے پتّھر مار کر بھگا دیا۔ بالآخر آپ دونوں اُس مقام پر جا پہنچے جہاں حضرت ابراہیم عَلیہ السّلام اپنے خواب کے مطابق عمل کرنا چاہتے تھے۔

حضرت ابراہیم عَلیہ السّلام نے حضرت اسماعیل عَلیہ السّلام کو زمین پر لٹا کر اُن کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے۔ پھر آپ نے خود اپنی آنکھوں پر پٹّی باندھی اور بیٹے کے گلے پر چُھری چلا دی۔ جب یقین ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو قربانی مانگی تھی وہ دی جا چکی ہے تو حضرت ابراہیم عَلیہ السّلام نے اپنی آنکھوں پر سے پٹّی کھول دی۔

پٹّی کھولنے پر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک دُنبہ ذبح کیا ہوا پڑا ہے اور حضرت اسماعیل عَلیہ السّلام قریب کھڑے مسکرا رہے ہیں۔

ہُوا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قربانی قبول فرمالی لیکن حضرت اسماعیل عَلیہ السّلام کی بجائے جنّت سے ایک دُنبہ بھیج دیا جو ذبح ہوگیا۔

عیدُالاضحیٰ حضرت اسماعیل عَلیہ السّلام کے زندہ بچ جانے اور حضرت ابراہیم عَلیہ السّلام کی قربانی قبول ہوجانے کی خوشی میں منائی جاتی ہے۔ اور کئی ایک مراسمِ حج (مثلاً تین شیطان کو کنکریاں مارنے) کا تعلّق بھی اِسی واقعے سے ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

صرف
کی قربا

بعد تک
توضیح الم

ح
ح
توا
عیا
منہ
عیدُ

Presente

اِس عید اور عیدُ الفِطر کی خوشیاں اور عبادتیں ایک جیسی ہی ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ عیدُالفِطر کے دن صدقہ دیا جاتا ہےاور عیدُالاضحیٰ کے دن جانوروں کی قربانی دی جاتی ہے۔

قربانی اُونٹ، گائے، دُنبے یا بکرے کی دی جاتی ہے جو عید کے دو دِن بعد تک بھی دی جاسکتی ہے۔ اِس کے لئے خاص احکام ہیں جن کی تفصیل توضیح المسائل میں درج ہے۔

ہمیں عید کی خوشیوں میں اپنے نادار بھائیوں کو بھی شریک کرنا چاہیے

سوالات

۱۔ حضرت ابراہیم عَلیہِ السّلام نے کیا خواب دیکھا اور اُس کی کیا تعبیر سمجھی؟

۲۔ حضرت ابراہیم عَلیہِ السّلام نے اپنے خواب کا ذکر حضرت اسماعیل عَلیہِ السّلام سے کیا تو انھوں نے کیا جواب دیا؟

عیدُالاضحیٰ کب اور کیوں منائی جاتی ہے؟

مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لکھیے:

عیدُالاضحیٰ۔ جلیلُ القدر۔ اِلہام۔ بنی اِسرائیل۔ توضیح المسائل۔ نادار

Presented by www.ziaraat.com

زکات اور خمس

غریبوں اور بے سہارا لوگوں کی خدمت کرنے اور سماجی بھلائی کے کاموں میں حصّہ لینے کے لئے اِسلام نے مسلمانوں کو جو احکامات دیئے ہیں اُن میں سے ایک زکات کی ادائیگی کا حکم ہے تا کہ دولت صرف امیروں ہی میں نہ پھرتی رہے جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے: کَیۡ لَا یَکُوۡنَ دُوۡلَۃً ۢ بَیۡنَ الۡاَغۡنِیَآءِ مِنۡکُمۡ۔

زکات سے مراد مال کی وہ مقدار ہے جو ایک مسلمان کو سونے چاندی، زرعی پیداوار اور حیوانات کے ''نِصاب'' تک پہنچنے پر سالانہ ادا کرنی چاہیے

.Present w.ziara

تا کہ وہ معاشرے کی بھلائی کے کاموں میں صَرف کی جا سکے۔ نِصاب سے مراد ایک خاص مقدار ہے جو کسی کے پاس موجود ہو۔ جن معاشرتی کاموں پر زکات خرچ کی جاتی ہے اُن کاموں کی نوعیت یہ ہے:

۱۔ یتیموں، بیواؤں، معذوروں اور بے گھر لوگوں کی مدد کرنا۔

۲۔ ایسے مُسافروں کی مدد کرنا جو سفر میں تنگ دست ہو گئے ہوں۔

۳۔ مسجد، ہسپتال، اسکول، یتیم خانہ وغیرہ تعمیر کرنا۔

۴۔ ایسے قرض داروں کی مدد کرنا جو اپنا قرض ادا نہ کر سکتے ہوں۔

زکات اِسلام کا بنیادی رُکن ہے۔ عبادتوں میں نماز کے بعد سب سے زیادہ اِسی کی تاکید کی گئی ہے۔

زکات کی طرح خمس بھی ایک مالی عبادت ہے۔ اِس کا حکم بھی قرآنِ مجید میں آیا ہے۔ خمس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مسلمان اپنی سالانہ بچت کا پانچواں حصّہ ادا کرے تا کہ وہ ایسے مخصوص کاموں پر خرچ ہو جیسے:

۱۔ غریبوں کو زندگی کی سہولتیں فراہم کرنا۔

۲۔ اِسلام کی تبلیغ کرنا۔

۳۔ لوگوں کی ہدایت کے لئے قرآنِ مجید اور اسلامی کتابیں چھاپنا۔

۴۔ اَمرِ بالمعروف اور نہی عنِ المنکَر کے امور میں خرچ کرنا۔

۵۔ عوامی بھلائی کے کام کرنا مثلاً مدرسہ، لائبریری، ہسپتال وغیرہ بنانا۔

Presented by www.ziaraat.com

خمس کے دو حصّے ہوتے ہیں۔ آدھا حصّہ غریب سادات کا حق ہے جسے "سہمِ سادات" کہا جاتا ہے اور آدھا حصّہ امامِ زمانہؑ کا حق ہے جسے "سہمِ امامؑ" کہا جاتا ہے۔ سہمِ امامؑ مجتہدِ اعلیٰ کو یا اُس کی اجازت سے اُس کے نمائندے کو دیا جاتا ہے جو اِسے مذکورہ بالا کاموں میں خرچ کرتا ہے۔

مختصر یہ کہ زکات اور خمس معاشرے کی حالت سُدھارنے، لوگوں کو خوشحال بنانے اور ناخواندگی دُور کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اُن کی ادائیگی پوری دیانت داری اور باقاعدگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہونی چاہیے۔

زکات اور خمس مسلمانوں کی معاشی خوشحالی کا ذریعہ ہیں۔

سوالات

۱۔ اِسلام میں زکات کی کیا اہمیت ہے؟

۲۔ زکات اور خمس کِن کِن کاموں میں خرچ ہو سکتے ہیں؟

۳۔ قرآنِ مجید میں نماز کے بعد کس عبادت کی سب سے زیادہ تاکید کی گئی ہے؟

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لکھیے:

نِصاب۔ تنگ دست۔ زکات۔ خمس۔ ناخواندگی

Presented by www.ziaraat.com

مہمان داری

اِسلام مُساوات اور بھائی چارے کا دین ہے۔ یہ ہمیں مِل جُل کر رہنے اور ایک دوسرے سے برادرانہ تعلّقات قائم کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ برادرانہ جذبات کے اظہار کے کئی طریقے ہیں جن میں سے ایک مہمان داری بھی ہے۔

اِسلام کے سماجی آداب میں مہمان داری کو بڑی اہمیّت حاصِل ہے چنانچہ جو وصیّتیں رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نے بی بی فاطمہ زہرا سلامُ اللّٰہ علیہا کو فرمائیں، اُن میں سے ایک یہ تھی:

''جو شخص اللّٰہ تعالیٰ اور یومِ قیامت پر ایمان رکھتا ہے اُس پر لازم ہے کہ اپنے مہمان کو عزیز رکھے۔''

حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نے یہ بھی فرمایا ہے:

''بہترین شخص وہ ہے جو لوگوں کو کھانا کِھلائے، بلند آواز سے سلام کرے اور رات کو جب اکثر لوگ سو رہے ہوں نماز پڑھے۔''

ہمارے ائمہ طاہرین علیہم السلام مہمان داری سے خاص دلچسپی رکھتے تھے۔ وہ کبھی کبھی خود خالی پیٹ رہنا گوارا کر لیتے لیکن مہمان کو کوئی تکلیف نہیں ہونے دیتے تھے۔ امام حسن عَلَیہِ السّلام سے ملنے کے لئے آنے والے مہمانوں کی تعداد اتنی زیادہ ہوتی تھی کہ آپ نے اُن کے لئے ایک مہمان خانہ بنا رکھا تھا۔

Presented by www.ziaraat.com

مہمان داری میں دین اور مذہب کا بھی کوئی فرق نہیں تھا۔ مہمان چاہے یہودی ہوتا یا عیسائی سب کی عِزّت اور خاطِر کی جاتی تھی۔ اِس حُسنِ سُلوک سے دین کے بہت سے دشمن بھی مسلمان ہو گئے۔

عام دعوتوں کے علاوہ اِسلام نے بعض خاص موقعوں پر مہمان داری کی سفارش کی ہے جنھیں ''ولیمہ'' کہتے ہیں۔

رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے:

دعوتِ ولیمہ پانچ موقعوں پر دینی چاہیے:

۱۔ شادی بیاہ پر
۲۔ بچّے کی پیدائش پر
۳۔ ختنے کے موقع پر
۴۔ نیا مکان بنانے پر
۵۔ حج سے واپسی پر

اِن میں سے بھی شادی، بچّے کی پیدائش اور حج سے واپسی کے موقع پر دعوت کی خاص تاکید آئی ہے۔

مہمان داری کے بہت سے سماجی فائدے ہیں۔ مہمان کا پُرتپاک اِستقبال، اُس کے ساتھ کھانا پینا اور اُس سے گفتگو کرنا ایک دوسرے کو سمجھنے کا موقع فراہم کرتا ہے اور پیار محبّت میں اضافہ کرتا ہے۔ اِس کے علاوہ ایک

Presented by www.ziaraat.com

خوش حال شخص اپنے دوستوں کی دعوت اور مہمان داری کر کے انھیں اُن چیزوں سے لُطف اَندوز ہونے کا موقع فراہم کرتا ہے جواُن کو میسّر نہیں۔ یہ مُساوات اور اِسلامی بھائی چارے کا ایک اچھّا انداز ہے۔

اِسلام مُساوات اور بھائی چارے کا دین ہے۔

سوالات

۱۔ اِسلام میں مہمان داری کی کیا اہمیت ہے؟

۲۔ دعوتِ دلیمہ سے کیا مراد ہے؟ یہ دعوت کِن کِن موقعوں پر دی جاتی ہے؟

۳۔ مہمان داری کے کیا فوائد ہیں؟

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لکھیے:

مہمان داری۔ مہمان خانہ۔ ولیمہ۔ پُرتپاک۔ برادرانہ جذبات

Presented by www.ziaraat.com

جہاد

مسلمان کی زندگی کا واحد مقصد یہ ہے کہ جہالت اور نا انصافی کے خلاف لڑے اور دینِ اسلام اور اسلامی معاشرے کی بقا اور حفاظت کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دے۔ اِس کے لئے مسلمان جو کوششیں کرتا اور جو قربانیاں دیتا ہے انھیں اِصطلاح میں ''جہاد'' کہتے ہیں۔ جہاد بھی ایک اسلامی عبادت ہے۔

جہاد کی کئی صورتیں ہیں مثلاً اَن پڑھ لوگوں کو تعلیم دینا بھی جہاد ہے۔ مسجد، مدرسہ، اسکول، ہسپتال یا یتیم خانہ بنوانا بھی جہاد ہے اور ایک جابِر حکمران کے سامنے حق بات کہنا بھی جہاد ہے لیکن جہاد کی سب سے زیادہ مشہور صورت جس کے معنی میں یہ لفظ عام طور پر استعمال ہوتا ہے اِسلام دشمنوں سے اسلام اور اسلامی معاشرے کو بچانا ہے۔ اِس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اِسلام اور مسلمانوں کو خطرہ اندرونی دشمن سے ہے یا بیرونی دشمن نے حملہ کیا ہے۔ دونوں صورتوں میں مسلمان پر جو فرض عائد ہوتا ہے وہ جہاد فی سبیلِ اللہ ہے۔

رسولِ اکرم صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَ آلہٖ وَسَلَّم کے زمانے میں ہونے والے غَزوات اور سَرایا نیز جنگِ جمل، جنگِ صِفّین، جنگِ نہروان اور معرکۂ کربلا اِسی ضِمن میں آتے ہیں۔ ضرورت کے وقت ایسی جنگوں میں حصّہ لینا اور اپنی جان کی پروا کئے بغیر اِسلام کے دشمنوں سے لڑنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

رسولِ اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم کا ارشادِ گرامی ہے کہ

"جہاد میں حصّہ لو تا کہ تم اپنے بچّوں کے لئے اپنی کوششوں اور قربانیوں کی یادگار چھوڑ سکو۔"

چونکہ اسلامی قانون اور اسلامی سماج کا بچاؤ ہر مسلمان پر فرض ہے اِس لئے ایسے موقع پر جب دین کے دشمنوں کی یَلغار ہو اپنی جان یا مال کو عزیز رکھنا اور دین کی مدد نہ کرنا غیر اسلامی فعل ہے۔

یہ فرض مسلمانوں پر اپنے وطن کے سلسلے میں ہی عائد نہیں ہوتا بلکہ دنیا میں جہاں کہیں بھی مسلمان بھائیوں یا شَعائرِ اسلام کے خلاف جارحیّت کی جائے تو اُن کا دفاع ہر مسلمان پر فرض ہے۔ خُدا کا شکر ہے کہ اپنی تمام کمزوریوں کے باوجود دنیا بھر کے مسلمانوں میں یہ جذبہ کسی نہ کسی حد تک موجود ہے۔

جنگ لڑنے کے لئے جذبۂ ایمان کے ساتھ ساتھ فوجی تعلیم و تربیت کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ یہ تربیت اِسی جذبۂ ایمان کا ایک حصّہ ہے کیونکہ تربیت کی مشقّت بھی وہی شخص برداشت کرسکتا ہے جس کے دل میں دینی خدمت کی لگن ہو اور جو ہر وقت اپنے آپ کو اسلام اور مسلمانوں کے بچاؤ کے لئے آمادہ رکھنا چاہتا ہو۔

اِسلام میں ایسی تربیت خصوصاً گُھڑ سواری اور تیر اَندازی سیکھنے پر بڑا زور دیا گیا ہے تاہم موجودہ دَور میں جدید ٹیکنالوجی کی وجہ سے جنگ کے پرانے

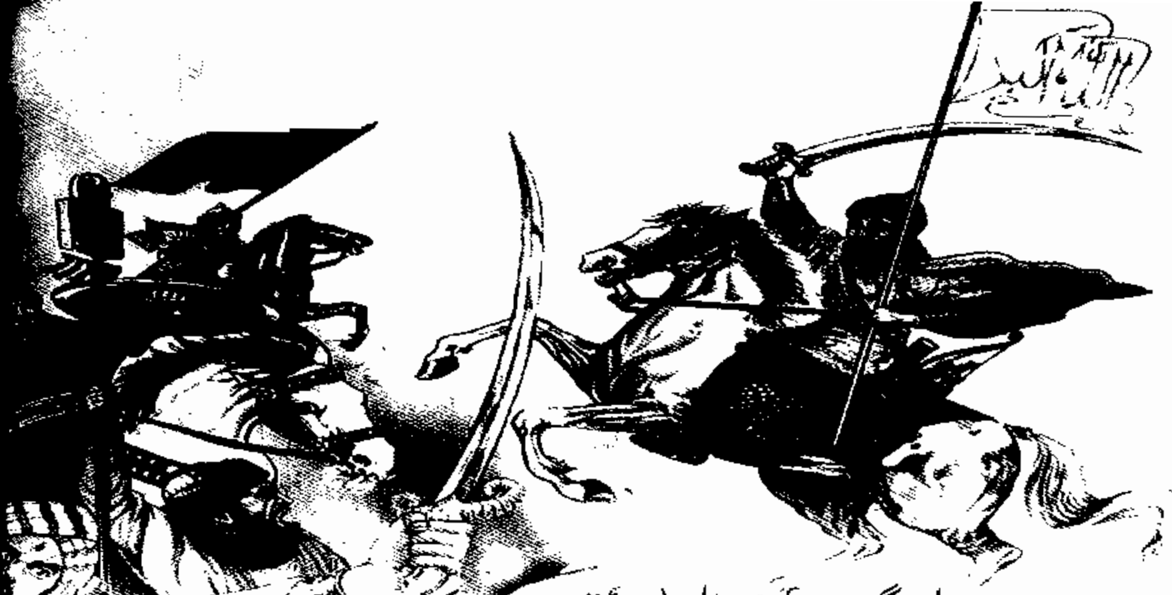

انداز بدل گئے ہیں اِس لئے ہتھیاروں کے استعمال میں مہارت حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔

مسلمان مجاہد کے لئے ہر صورت میں اللہ کی رحمت کی خوش خبری ہے۔ وہ زندہ رہے تو غازی اور مرجائے تو شہید کہلاتا ہے۔

مختصر یہ کہ ہر وہ کوشش جو ایک مسلمان اِسلام اور مسلم معاشرے کی سربلندی اور ظلم و جہالت کے خاتمے کے لئے کرتا ہے، جہاد ہے۔

مردِ مجاہد زندہ رہے تو غازی اور مرجائے تو شہید کہلاتا ہے۔

سوالات

۱۔ جہاد کا مطلب کیا ہے اور جہاد میں حصہ لینا کیوں ضروری ہے؟

۲۔ کیا اپنے وطن کے علاوہ کسی دوسرے مسلم ملک کا دفاع بھی جہاد ہے؟

۳۔ مسلمان کے لئے فوجی تربیت کیوں ضروری ہے؟

۴۔ اِن الفاظ کے معنی لکھئے: جہاد۔ جابِر۔ غزَوات۔ سَرایا۔ یلغار۔ شعائر۔ جارحیّت

Presented by www.ziaraat.com

توبہ

''توبہ'' عربی زبان کا لفظ ہے اور اِس کے لُغوی معنی واپس آنے کے ہیں۔ دینی اِصطلاح میں اِس سے مراد انسان کا اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف پلٹنا ہے۔ اِسی طرح اپنے پچھلے گناہوں پر نادم ہونا اور آئندہ اُن سے بچنے کا عزم کرنا بھی توبہ کہلاتا ہے۔

قرآن وحدیث اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کے اقوال سے پتہ چلتا ہے کہ اگر کوئی موت سے پہلے توبہ کرلے اور اپنے گناہوں پر شرمندہ ہو تو اُس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ سچّی توبہ گناہوں کو مٹادیتی ہے۔

توبہ کا دروازہ سب گناہ گاروں کے لئے کُھلا ہے۔ اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا بجائے خود ایک بڑا گناہ ہے لیکن یہ دھیان رکھنا چاہیے کہ محض زبان سے توبہ کرلینا یا وقتی طور پر شرمندہ ہوکر ایک آدھ آنسو بہالینا کافی نہیں ہے۔

امام علی عَلیہ السّلام نے توبہ کی جو شرطیں بتائی ہیں اُن میں سے چند یہ ہیں:

١۔ انسان سچّے دل سے اپنے گناہوں پر نادم ہو۔

٢۔ آئندہ گناہ نہ کرنے کا پکّا ارادہ رکھتا ہو۔

٣۔ لوگوں کے جو حقوق پہلے ادا نہ کئے ہوں انھیں ادا کرے۔

اگر انسان یہ سب کچھ کرلے تو اُس کا توبہ کرنا اُسے فائدہ دے سکتا ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

صِرف وقتی مصیبت دُور ہونے کے لئے توبہ کرنا اور مصیبت کے ٹل جانے پر دوبارہ گناہ کرنا نِفاق کی علامت ہے۔

مسلمان کی حیثیت سے ہمارا فرض ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کریں۔ اُس سے اپنی غلَطیوں اور کوتاہیوں کی معافی مانگیں، اُس کی رحمت کی اُمّید رکھیں اور اُس کی سزا سے ڈرتے رہیں۔ یہی بھلائی اور نجات کا راستا ہے۔

سچّی توبہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔

سوالات

۱۔ توبہ سے کیا مراد ہے؟

۲۔ انسان کی توبہ کس وقت تک قبول ہوتی ہے؟

۳۔ مومن اور منافِق کی توبہ میں کیا فرق ہے؟

۴۔ اِن الفاظ کے معنیٰ لکھیے: توبہ۔ عزم۔ نِفاق۔ نجات۔ نادم

Presented by www.ziaraat.com

موت

ہر جان دار کی طرح انسان بھی جسم اور روح رکھتا ہے۔ جب تک اِن دونوں کا رشتہ قائم رہتا ہے اِسے زندگی کہتے ہیں اور جب روح جسم سے نکل جاتی ہے تو اُسے موت کہتے ہیں۔

جب انسان مرجاتا ہے تو یوں لگتا ہے جیسے اِس دنیا میں اُس کا مختصر قیام ختم ہونے کے ساتھ ساتھ اُس کی ہستی بھی ختم ہوگئی ہو لیکن اِسلام اِس خیال کی نفی کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ موت سے انسان فنا نہیں ہوجاتا بلکہ ایک نئی زندگی شروع کرتا ہے۔

حضرت رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے:

"تم لوگوں کو مٹنے کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ بات صِرف اتنی ہے کہ تم مرکر ایک دنیا سے دوسری دنیا میں پہنچ جاتے ہو۔"

چنانچہ اِسلام کی نظروں میں انسان کی لاش کوئی بے وقعت چیز نہیں بلکہ ایک محترم ہستی ہے جس نے اپنا ایک نیا سفر شروع کیا ہے اور جسے برزخ اور پُل صِراط کی کٹھن گھاٹیوں سے گزر کر اپنے اَبدی مقام تک پہنچنا ہے۔

اِسلام میں میت کو نہلانا، اُسے کفن پہنانا، اُس پر نماز پڑھنا اور اُسے دفن کرنا واجب ہے اور اُس کے جنازے میں شرکت کرنا ثواب ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

نمازِ میت میں شریک ہونا واجبِ کِفائی ہے یعنی اِس کی ادائیگی ہر مسلمان پر واجب ہے لیکن جوں ہی ایک یا چند آدمی یہ فرض صحیح طور پر ادا کرتے ہیں دوسروں پر سے یہ ذمّے داری ختم ہو جاتی ہے البتہ اگر کوئی بھی اِس واجب کو ادا نہ کرے تو سبھی گناہ گار ہوتے ہیں۔

اگر مرنے والے شخص کی عمر چھ سال یا اِس سے زیادہ ہو تو نمازِ میت واجب ہے۔ نمازِ میت پڑھنے کے لئے بدن یا لباس کا پاک ہونا ضروری نہیں۔ غسل، وضو یا تیمُّم بھی واجب نہیں لیکن نماز کی نیت اور قبلہ رُو ہونا واجب ہے۔

- نمازِ میت میں تکبیرۃُ الاحرام سمیت پانچ تکبیریں کہی جاتی ہیں:
- پہلی تکبیر کے بعد شہادتین اور دوسری تکبیر کے بعد صلَوات پڑھی جاتی ہے۔

- تیسری تکبیر کے بعد سب مومنین اور مومنات کے لئے دعا مانگی جاتی ہے۔
- چوتھی تکبیر کے بعد موجود میّت کی بخشش کے لئے دعا مانگی جاتی ہے۔
- پانچویں تکبیر کہہ کر نماز ختم ہو جاتی ہے۔

فاتحہ خوانی میں عموماً ایک مرتبہ سورۂ الحمد اور تین مرتبہ سورۂ توحید پڑھی جاتی ہے اور اِن کا ثواب مرنے والے کی روح کو بخشا جاتا ہے۔

جس گھر میں کوئی مر گیا ہو اُس کے گھر والے دُکھی ہوتے ہیں اِس لئے اُن کے پڑوسیوں اور عزیزوں کو چاہیے کہ تین دن تک اُن کے کھانے پینے کا بندوبست کریں اور خود اُن کے پاس موجود رہ کر انھیں کھانا کھلائیں اور اُن کی دل جُوئی کریں۔ ایسا حُسنِ سُلوک اسلامی طرزِ معاشرت کا ایک اہم حصّہ ہے۔

ہر جان دار کو ایک دن مرنا ہے۔

سوالات

۱۔ کیا موت کے بعد انسان بالکل مٹ جاتا ہے؟
۲۔ اِسلام میں نمازِ میّت کس پر واجب ہے؟ مسلمان یہ فرض کس طرح ادا کرتے ہیں؟
۳۔ اگر کوئی شخص مر جائے تو اُس کے گھر والوں سے ہمیں کیسا سلوک کرنا چاہیے؟
۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لکھئے:
نفی۔ برزخ۔ اَبدی۔ واجبِ کِفائی۔ شہادتین۔ فاتحہ خوانی

Presented by www.ziaraat.com

بَرزخ

یہ دنیا عمل کرنے کی جگہ ہے۔اِس دنیا میں انسان جو اچھّے یا بُرے کام کرتا ہےاُس کے لئے وہ خُدا کے سامنے جواب دہ ہے۔اعمال کا یہ سلسلہ مرنے کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔موت کے بعد ایک بالکل نئی اور روحانی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔قرآنِ مجید فرماتا ہے:

''جولوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم اُن کی زندگی کو سمجھ نہیں سکتے۔''

''جولوگ اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں انھیں مُردہ خیال نہ کرو۔وہ زندہ ہیں اور اللہ سے رزق پاتے ہیں۔''

انسان کے مرنے اور قیامت کے دن دوبارہ جی اٹھنے کا درمیانی عرصہ بَرزخ کہلاتا ہے۔اِس کی ابتدا انسان کے مرنے سے ہو جاتی ہے۔

قبر کی منزل نیکو کاروں کے لئے آسان لیکن گناہ گاروں کے لئے بہت سخت ہے۔رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں:

''انسان کی اگلی زندگی کی پہلی منزل قبر ہے۔جو شخص اِس کی سختیوں سے بچ جائے گا اُس کے لئے دوسری منزلیں آسان ہوں گی اور جو شخص اِسی منزل پر مشکلوں میں گرفتار ہو جائے گا اُس کے لئے اگلی منزلیں سخت ہیں۔''

www.ziaraat.com

دفن ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے دو فرشتے قبر میں انسان کے پاس آتے ہیں۔ اُن کے نام مُنکر اور نکیر ہیں۔ اِن دونوں کو نکیرین کہتے ہیں۔ یہ فرشتے قبر میں انسان سے اُس کا عقیدہ پوچھتے ہیں۔ جس کا عقیدہ صحیح ہوتا ہے اور جو اِسلام پر پختہ ایمان رکھتا ہے وہ اُن کے سوالوں کا صحیح جواب دیتا ہے۔

جب وہ اِس مرحلے سے کامیابی کے ساتھ گزر جاتا ہے اور فرشتوں کو اپنے مومن ہونے کا یقین دلا دیتا ہے تو اُس کی قبر میں ایک کھڑکی کُھل جاتی ہے جس میں وہ قیامت تک جنّت کے حسین مناظر دیکھتا رہتا ہے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت کا انتظار کرتا رہتا ہے۔

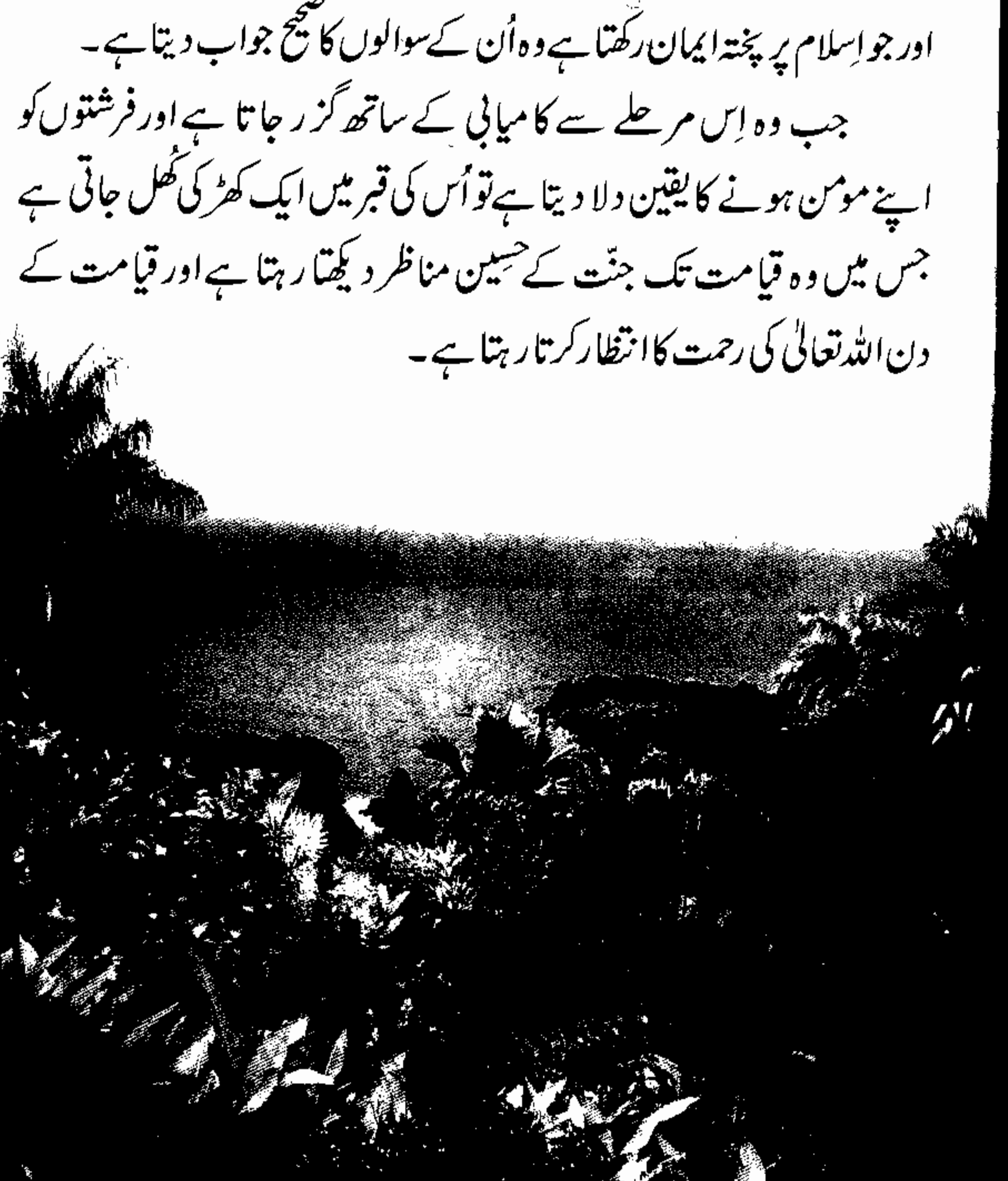

البتہ جو شخص اُن کے سوالوں کے صحیح جوابات نہیں دے پاتا اُسے عذاب میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔ اُس کی قبر میں ایک کھڑکی دوزخ کی طرف کُھل جاتی ہے اور وہ قیامت کے دن تک دوزخ کے ڈراؤنے مناظر دیکھ دیکھ کر کانپتا رہتا ہے اور حساب کتاب کے خوف میں مبتلا رہتا ہے۔

یہ اُس کے غلط عقیدے کی سزا ہے کیونکہ اعمال کی جزا یا سزا تو قیامت کے دن ملے گی اور قیامت کب آئے گی اِس کا علم صِرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔

امام زین العابدین علیہ السّلام فرماتے ہیں:

"قبر یا جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔"

انسان کی اگلی زندگی کی پہلی منزل قبر ہے۔

سوالات

۱۔ مر کر انسان کہاں جاتا ہے؟ کیا وہ اس نئی جگہ میں ہمیشہ رہتا ہے؟

۲۔ نکیرین سے کیا مراد ہے؟ وہ انسان سے کیا سوال کرتے ہیں؟

۳۔ جو شخص نکیرین کو صحیح جوابات نہیں دیتا اُس کے ساتھ کیا ہوتا ہے؟

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لکھیے:

بَرزخ۔ روحانی زندگی۔ نکیرین۔ گرفتار

Presented by www.ziaraat.com

معافی اور نیکی کا حکم

سورۂ اعراف کی آیت ۱۹۹ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ

درگزر سے کام لو، نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے دُور رہو۔

اِس آیت سے ہمیں تین سبق ملتے ہیں:

۱۔ اگر کوئی شخص ہمیں تکلیف پہنچائے یا ہم سے بدکلامی کرے تو ہمیں چاہیے کہ درگزر سے کام لیں اور اُسے سمجھائیں تا کہ وہ شرارت اور دشمنی چھوڑ دے۔

اگر ہم درگزر سے کام لیں گے تو جو بُرائی اُس شخص نے کی ہوگی اُس پر نادم ہوگا۔ پھر وہ کوشش کرے گا کہ دوسروں کو دُکھ نہ پہنچائے۔

۲۔ ہمیں دوسروں کو ہمیشہ اچھّے کاموں کی نصیحت کرنی چاہیے۔ اگر ہمارا کوئی ساتھی پڑھائی میں دلچسپی نہ لے یا اپنا کام صحیح وقت پر نہ کرے تو ہمیں اُسے نصیحت کرنی چاہیے تا کہ وہ سبق یاد کرے اور اپنا کام باقاعدگی سے کرے۔

اگر ہم سب ایک دوسرے کو اچھّائی بُرائی سے آگاہ کرتے رہیں گے نیکی کرنے کو کہیں گے اور بُرائیوں پر ٹوکیں گے اور خود بھی اِس پر عمل کریں گے تو معاشرے میں نیکیاں پھیلیں گی اور بُرائیاں دم توڑ دیں گی۔

Presented by www.ziaraat.com

ـ ہمیں چاہیے کہ کم عقل اور جاہل لوگوں سے میل جول نہ رکھّیں کیونکہ
نوں اور جاہلوں کی دوستی انسان کو بُرا بنا دیتی ہے اور اُسے بُرے کاموں اور
د کی طرف مائل کرتی ہے۔

ہمیں چاہیے کہ اچھّے لوگوں کو دوست بنائیں تا کہ اُن کی اچھّی تعلیم اور
یت سے فائدہ اٹھا سکیں اور خود بھی اُن کو فائدہ پہنچا سکیں۔

قرآن ہمیں درگزر سے کام لینے کا حکم دیتا ہے۔

سوالات

بدلے اور معافی میں سے کون سا عمل بہتر ہے؟
دوسروں کی غَلَطیاں معاف کر دینے سے کیا فائدے حاصِل ہوتے ہیں؟
جاہل لوگوں سے دوستی کرنے میں کیا خرابی ہے؟
مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لکھیے:
درگزر۔ بدکلامی۔ دم توڑنا۔ میل جول۔ فساد۔ مائل

Presented by ww tjiaraat.com

رہبرِ انسانیّت

سورۂ اعراف کی آیت ۱۵۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا

''(اے محمدؐ) آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔''

اللہ تعالیٰ نے دنیا کے لوگوں کی ہدایت کے لئے ہر دَور میں ہدایت کرنے والے نبی اور رسول بھیجے۔ حضرت ابُوذر غِفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَ آلہٖ وَسَلَّم سے پوچھا کہ انبیاء کی تعداد کتنی ہے؟

آنحضرت صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَ آلہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

''ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی ہیں جن میں سے تین سو پندرہ رسول ہیں۔''

چنانچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہر رسول نبی ہوتا ہے مگر ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔

اُن میں سے کچھ تو بعض قبیلوں، قصبوں یا شہروں کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے تھے اور بعض کو ملکوں اور قوموں کی رہنمائی کا فرض سونپا گیا تھا۔

اِن سب نبیوں کی بنیادی تعلیم یہی تھی کہ صِرف اللہ کی عبادت کریں، اچھے کام کریں اور بُرے کام چھوڑ دیں۔

Presented by www.ziaraat.com

سب سے آخر میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم کو اپنا رسول بنا کر بھیجا۔ آپ کسی خاص قوم یا قبیلے کے لئے نہیں بلکہ ساری انسانیت کے رہبر ہیں۔ آپ کی شریعت ساری دنیا کے انسانوں کے لئے ہے جو آخری آسمانی شریعت ہے۔ آپ پر اللہ تعالیٰ نے اپنا دین مکمل کر دیا چنانچہ آپ کے بعد نبیوں اور رسولوں کا آنا بند ہو گیا۔

رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم ساری انسانیت کے رہبر ہیں۔

سوالات

۱۔ مختلف نبیوں کی بنیادی تعلیمات میں کیا فرق ہے؟

۲۔ اللہ کے آخری نبی کون ہیں؟

۳۔ پیغمبر اسلامؐ کو کس قوم یا قبیلے کی رہنمائی کے لئے بھیجا گیا؟

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لکھئے:

رہبر۔ رسول۔ ہدایت۔ رضی اللہ عنہ

w.ziaraat.com

خودغرضی گناہ ہے

سورۂ قصص کی آیت ۷۷ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اَحۡسِنۡ كَمَاۤ اَحۡسَنَ اللّٰهُ اِلَيۡكَ

''دوسروں کے ساتھ اُسی طرح بھلائی کرو جس طرح اللہ نے تمہارے ساتھ بھلائی کی ہے۔''

جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے نوازا ہے اُن کا فرض ہے کہ صِرف اپنے فائدے کے بارے میں نہ سوچیں بلکہ دوسروں کے بھی کام آئیں۔ جو کچھ اللہ نے اپنے فَضُل سے اُن کو دیا ہے اِس سے دوسروں کی بھی مدد کریں۔ مثلاً

۱۔ ایک عالِم کو چاہیے کہ وہ دوسروں کو علم سکھانے میں بُخل نہ کرے۔

۲۔ ایک حاکِم کو چاہیے کہ لوگوں کو اِنصاف دے اور اُن کی خدمت کرے۔
۳۔ ایک آجِر کو چاہیے کہ اپنے نوکروں کے ساتھ بھلائی سے پیش آئے۔
۴۔ ایک تاجِر کو چاہیے کہ ذخیرہ اندوزی کر کے لوگوں کو پریشان نہ کرے۔
۵۔ ایک ڈاکٹر کو چاہیے کہ غریب مریضوں کے علاج میں غفلت نہ برتے۔
۶۔ امیروں کو چاہیے کہ غریبوں کی مدد کریں کیونکہ دولت چلتی پھرتی چھاؤں ہے۔ آج اُن کے پاس ہے تو کل دوسروں کے پاس بھی جا سکتی ہے۔

دولت چلتی پھرتی چھاؤں کی مانند ہے۔

سوالات

۱۔ ہمیں خودغرضی سے کیوں بچنا چاہیے؟
۲۔ ایک عالِم دوسرے لوگوں کی مدد کس طرح کرسکتا ہے؟
۳۔ غریب لوگوں کے بارے میں امیر لوگوں کی کیا ذمّے داری ہے؟
۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لکھیے:
خودغرضی۔ بُخل۔ آجِر۔ ذخیرہ اندوزی۔ توکّل۔ چلتی پھرتی چھاؤں

Presented by www.ziaraat.com

فضول باتیں

سورۂ مومنون کی آیت ۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ

(کامیاب ہیں وہ لوگ جو) فضول باتوں سے دُور رہتے ہیں۔

اِس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان والوں کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ فضول اور بے مقصد باتوں میں اپنا وقت ضائع نہیں کرتے۔

بعض لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ جب مل بیٹھتے ہیں تو بے مقصد باتیں کرتے ہیں اور اُسی میں خوش رہتے ہیں۔

بعض لوگ بلا وجہ پھول اور درختوں کی ٹہنیاں توڑتے ہیں یا جانوروں کو ستاتے ہیں یا لوگوں پر آوازیں کستے ہیں اور اپنی شرارتوں سے معذور لوگوں کو تنگ کرتے ہیں یا دوسروں کی کمزوریوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔

یہ سب فضول عادتیں ہیں۔ ہر وہ کام جو انسان کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے احکام سے غافل کر دے، فضول ہوتا ہے لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ایسی باتوں اور عادتوں سے بچیں جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

ہمیں ایسے لوگوں کو دوست نہیں بنانا چاہیے جو بے کار باتوں میں خوش

Presented by www.ziaraat.com

رہتے ہوں اور وقت کی قدر نہ کرتے ہوں۔

ہماری زندگی اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی ایک بہت بڑی نعمت ہے اِس لئے ہمیں اُسی کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرنی چاہیے۔

ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ جو کچھ ہم اِس دنیا میں کرتے ہیں قیامت کے دن اُس کا حساب ہوگا۔

ہمیشہ اچھے دوست بنایئے۔

سوالات

۱۔ ہمیں فضول باتوں سے کیوں بچنا چاہیے؟

۲۔ دوستوں کا اِنتخاب کرتے وقت کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے؟

۳۔ کن کاموں اور عادتوں کو فضول کہا جاتا ہے؟

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لکھیے:

فضول۔ غافل۔ معذور۔ آوازیں کسنا

Presented by www.ziaraat.com

مومن کی پہچان

سورۂ مومنون کی آیت ۸ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ

(کامیاب ہیں وہ لوگ) جو امانتوں کی حفاظت کرتے ہیں اور اپنے کئے ہوئے وعدے نبھاتے ہیں۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اُن کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اگر کوئی امانت ان کے سپرد کی جائے تو وہ اس کی حفاظت کرتے ہیں اور اگر کسی سے وعدہ کرتے ہیں تو اُسے نبھاتے ہیں۔

اگر ایک شخص اپنی کوئی چیز کسی کے سپرد کرے یا گروی رکھوائے تو اُس کا فرض ہے کہ اُس چیز کی پوری پوری حفاظت کرے۔ مثلاً گھڑی ساز، عینک ساز، رنگ ساز، دھوبی، درزی وغیرہ کا فرض ہے کہ گاہکوں کے سامان سے لاپروائی نہ برتیں، انھیں خراب نہ ہونے دیں اور نہ گم کریں تاکہ جب وہ شخص اپنی چیز واپس مانگے تو صحیح سلامت اُسے دے سکیں۔

اِسی طرح کسی سے لی ہوئی کتاب، وکیل کے پاس رکھے ہوئے کاغذات بینک میں رکھی ہوئی رقم اور حکومت کے پاس عوام کا ٹیکس سب امانت میں شمار

Presented by www.ziaraat.com

ہوتے ہیں اور اُن کی حفاظت کرنا امین کے ذمّے ہوتی ہے۔

اگر کسی کا خط غَلَطی سے ہمارے پاس پہنچ جائے تو یہ بھی ایک طرح کی امانت ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اِس خط کو نہ کھولیں بلکہ بند حالت میں اُس شخص تک پہنچادیں۔

اگر ہمارا کوئی دوست ہمیں راز کی بات بتائے اور ہم سے وعدہ لے کہ ہم یہ راز کسی دوسرے کونہیں بتائیں گے تو ہمارا فرض ہے کہ اُس کا راز اپنے تک ہی محدود رکھّیں کیونکہ راز کی بات بھی کسی کی امانت ہوتی ہے۔

اگر ہم کسی شخص سے کسی خاص جگہ ملنے کا وقت مقرّر کرلیں تو ہمیں چاہیے کہ وقت پر وہاں پہنچیں اور دوسرے کو انتظار کی زحمت میں نہ ڈالیں۔

امانت کی حفاظت کرنا ایمان کی نشانی ہے۔

سوالات

۱۔ جو امانت کسی کے سپُرد کی گئی ہو اُس کی حفاظت کیوں ضروری ہے؟

۲۔ اگر کسی کی امانت لاپروائی سے خراب یا گم ہو جائے تو امین کو کیا کرنا چاہیے؟

۳۔ جو آدمی اپنے وعدے پر قائم نہیں رہتا وہ کیسا آدمی ہے؟

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لکھیے:

سپُرد۔ گروی رکھنا۔ امین۔ راز۔ زحمت

Presented by www.ziaraat.com

جیسی کرنی ویسی بھرنی

سورۂ زلزال کی آخری آیات میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ

جس نے ذرّہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اُس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ اُسے دیکھ لے گا۔

جو آدمی کوئی نیک کام کرتا ہے وہ اپنے دل میں ایک قسم کی خوشی محسوس کرتا ہے۔ وہ ہر ایک کی بھلائی کے بارے میں سوچتا ہے۔ اُس کے دل ودماغ اچھے اچھے کام کرنے پر تیار ہوجاتے ہیں اور اُس کا ارادہ مُثبت اور مضبُوط ہوجاتا ہے۔

نیک آدمی خود اپنے اور دوسروں کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتا۔ نہ وہ کسی سے بدگمان ہوتا ہے اور نہ حَسَد کرتا ہے۔ وہ دوسروں کی خوش حالی میں خوش ہوتا ہے۔ ایسے آدمی کے خیالات میں ٹھہراؤ ہوتا ہے اور وہ اپنی زندگی چین سے گزارتا ہے۔ پس نیک آدمی جو نیکی دوسروں کے ساتھ کرتا ہے دراصل وہ نیکی اپنے ساتھ کرتا ہے حتیٰ کہ اگر وہ دوسروں کے بارے میں نیک خواہشات رکھتا ہے تو اُس کا بدلہ خود اُسی کو ملتا ہے۔

جو آدمی دوسروں کے ساتھ بدی کرتا ہے وہ دِل ہی دِل میں اُداس رہتا

Presented by www.ziaraat.com

ہے۔ اُسے ہر آدمی اور ہر چیز بُری نظر آتی ہے۔ ایسے آدمی کے سوچنے کا انداز منفی اور ارادہ کمزور ہوتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو دوسروں کے درمیان اجنبی محسوس کرتا ہے اور اُس کا ضمیر اُسے ملامت کرتا ہے۔

ایک بُرا آدمی جو تکلیف دوسروں کو پہنچاتا ہے اس کی سزا بھگت لیتا ہے حتیٰ کہ اُس کے دل میں دوسروں کے متعلق بُرے خیالات پیدا ہوتے ہیں تو اُس کا اثر بھی اُس کے دل و دماغ پر پڑتا ہے۔

اِس دنیا میں اچھّے یا برے کام کا جو بدلہ ملتا ہے اُس کے علاوہ قیامت کے دن بھی ہر آدمی کو اُس کے اچھّے یا بُرے کام کی سَزا یا جزا دی جائے گی چنانچہ کہا گیا ہے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

انسان کو اچھّے بُرے ہر عمل کا بدلہ مل کر رہے گا۔

سوالات

۱۔ انسان کو نیک کام کرنے کا فوری فائدہ کیا ہوتا ہے؟

۲۔ کیا یہ ضروری ہے کہ انسان کو ہر کام کا بدلہ دنیا میں ہی مل جائے؟

۳۔ اِس جملے کی تشریح کیجئے کہ ”دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔“

۴۔ اِن الفاظ کے معنی لکھئے: مُثبت۔ بدگمان۔ اجنبی۔ ضمیر

Presented by www.ziaraat.com

ایفائے عہد

سورۂ بنی اسرائیل کی آیت ۳۴ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اَوۡفُوۡا بِالۡعَهۡدِ اِنَّ الۡعَهۡدَ كَانَ مَسۡئُوۡلًا

جو وعدہ کرو اُسے پورا کرو۔ بے شک کئے ہوئے وعدے کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔

اگر کل آپ کا امتحان ہو اور آپ کا ایک دوست آپ کو امتحان کی تیاری کے لئے ایک کتاب پہنچانے کا وعدہ کر لے لیکن بعد میں بھول جائے اور کتاب کے نہ ہونے کی وجہ سے آپ کے امتحان کی تیاری نامکمّل رہ جائے تو آپ کو ضرور رنج ہوگا۔

اِس مثال سے ایفائے عہد کی اہمیّت پوری طرح ظاہر ہوتی ہے لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اگر کسی سے وعدہ کریں تو اُسے ضرور نبھائیں کیونکہ قیامت کے دن وعدے کے بارے میں پوچھا جائے گا جو کسی سے کیا گیا ہو۔

اگر کوئی تاجِر گاہک سے یہ وعدہ کرے کہ جو چیز وہ بیچ رہا ہے وہ اصلی ہے یا کوئی کمپنی کہے کہ وہ اپنے صارف کو فلاں خدمت فراہم کرتی ہے تو اُس کے لئے اپنے وعدے کا پاس کرنا ضروری ہے ورنہ وہ خدا کے سامنے جواب دہ ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ لوگ بے دھیانی میں وعدہ کر لیتے ہیں لیکن بعد میں انھیں احساس ہوتا ہے کہ جس کام کا انھوں نے وعدہ کیا ہے وہ اُن کے بس کا نہیں ہے۔ یہ صورت دونوں آدمیوں کے لئے پریشانی کا باعث بنتی ہے۔ اِس لئے ضروری ہے کہ وعدہ کرنے سے پہلے سوچ سمجھ لیا جائے۔ اور جب وعدہ کرلیا جائے تو اسے پورا کرنا دینی اور اَخلاقی فرض ہے۔

جو لوگ وعدے کے پابند ہوتے ہیں اُن میں وقت کی پابندی اور دیانت داری پیدا ہو جاتی ہے اور وہ بہت کامیاب زندگی گزارتے ہیں۔ لوگ بھی اُن کی عزّت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی اُن سے خوش ہوتا ہے۔

وعدہ پورا کرنا دینی اور اَخلاقی فرض ہے۔

سوالات

۱۔ ہمیں اپنے وعدوں کی پابندی کیوں کرنی چاہیے؟

۲۔ اگر کوئی ہم سے ایک دن کے لئے کتاب مانگ کر لے جائے اور دس دن تک واپس نہ کرے تو ہمیں کیسا لگے گا؟

۳۔ اگر کوئی شخص وعدے کی پابندی کرتا ہو تو اُس میں اور کیا خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں؟

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لکھیے:

ایفائے عہد۔ صارف۔ فراہم۔ جواب دہ۔ بے دھیانی

Presented by www.ziaraat.com

غیبت سے بچو

سورۂ حُجُرات کی آیت ۱۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا

ایک دوسرے کے معاملات کی ٹوہ میں نہ لگے رہو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔

اِس آیت سے ہمیں اللہ تعالیٰ کے دو احکام کا پتہ چلتا ہے جن کا مقصد دو سماجی بُرائیوں کو روکنا ہے۔

بعض لوگوں میں یہ بُری عادت ہوتی ہے کہ خواہ مخواہ دوسروں کے ذاتی حالات جاننے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ مثلاً وہ یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ فلاں کے پاس کتنی دولت ہے یا فلاں نے فلاں سے کیا گفتگو کی ہے یا فلاں کے باپ دادا کیا کام کرتے تھے یا فلاں کے گھر میں کون آتا جاتا ہے۔ اِس طرح کے معاملات کی ٹوہ میں نہیں لگنا چاہیے کیونکہ خُدا نے اِس سے منع فرمایا ہے۔

اِس آیت میں دیا جانے والا دوسرا حکم یہ ہے کہ کسی کی غیبت نہ کی جائے۔ بعض لوگ دوسروں کی پیٹھ پیچھے ان کی برائیاں کرتے ہیں اور اُن کے عیب گنواتے ہیں۔ یہ بھی ایک گناہ ہے۔

Presented by www.ziaraat.com

غِیبت عموماً وہ لوگ کرتے ہیں جن میں حَسَد اور دشمنی کا مادّہ پایا جاتا ہے۔ وہ جھوٹ سچ لگا کر دوسرے کو ذلیل اور بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں جب کہ وہ شخص اُن کی شرارت سے بے خبر ہوتا ہے۔

غِیبت اتنی بُری عادت ہے کہ اِس کے بارے میں قرآنِ مجید نے فرمایا ہے کہ غِیبت کرنے والا اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھاتا ہے۔

ہمیں چاہیے کہ ایک دوسرے کی عزّت کریں اُور دوسرے کی پیٹھ پیچھے اُس کی خرابیاں چھوڑ کر خُوبیاں بیان کریں۔ اِس طرح کرنے سے اُس کے ساتھ ساتھ ہماری عزّت بھی بڑھے گی۔

غِیبت کرنے والے کے اچھّے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

سوالات

۱۔ کسی دوست کے معاملات کی ٹوہ میں رہنا کیسا ہے؟

۲۔ کون سے لوگ عموماً غیبت کرتے ہیں؟

۳۔ اُس شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو دوستوں کی غیبت کرتا ہو؟

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لکھیے:

سماجی بُرائی ۔ ٹوہ میں رہنا ۔ غِیبت ۔ حَسَد

Presented by www.ziaraat.com

اِسلامی اُخوّت

سورۂ انفال کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاَصْلِحُوا ذَاتَ بَیْنِکُمْ

آپس میں صُلح صفائی سے رہو۔

اِسلام امن پسندی، دوستی اور بھائی چارے کا دین ہے۔ اِس کے نزدیک تمام مسلمان برابر اور ایک دوسرے کے دینی بھائی ہیں۔ وہ اُن سب کو ایک دوسرے سے پیار محبّت سے پیش آنے کا حکم دیتا ہے۔

اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ دو شخص آپس میں پہلے ہنسی مذاق کرتے ہیں، پھر نوبت لڑائی جھگڑے تک آجاتی ہے یا کسی معمولی سی بات پر تُو تُو مَیں مَیں ہوجاتی ہے جو بعد میں مار پِیٹ کی صورت اختیار کرلیتی ہے، یہ بہت بُری بات ہے اور زمانۂ جاہلیّت کے عرب قبیلوں کی یاد دلاتی ہے جو معمولی معمولی باتوں پر اُلجھ پڑتے تھے اور پھر ایسی جنگ شروع ہوجاتی تھی جو برسوں تک جاری رہتی۔

بقول مولانا الطاف حسین حالؔی جاہلیّت کے عرب

نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اَڑ بیٹھتے تھے
سُلجھتے نہ تھے جب جھگڑ بیٹھتے تھے

Presented by www.ziaraat.com

جو دو شخص آپس میں لڑ بیٹھتے تھے
تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے
بُلند ایک ہوتا تھا گر واں شَرارا
تو اِس سے بھڑک اٹھتا تھا مُلک سارا

ہمیں چاہیے کہ جب بات چیت یا بحث مُباحثے میں بدمزگی پیدا ہونے لگے تو ہوش سے کام لیں اور معاملہ اچھے طریقے سے خُتم کردیں۔ اگر خدانخواستہ دو شخص آپس میں لڑ پڑیں تو جو لوگ وہاں موجود ہوں اُن کا فرض ہے کہ بیچ میں پڑ کر اُن میں صُلح صفائی کرادیں۔

اِسلام امن اور صُلح کا دین ہے۔

سوالات

ا۔ اِسلام مسلمانوں کو باہمی تعلّقات کے بارے میں کیا حکم دیتا ہے؟

۲۔ اگر دو آدمی لڑنے لگیں تو جو باقی لوگ موجود ہوں انھیں کیا کرنا چاہیے؟

۳۔ زمانۂ جاہلیّت میں اگر دو آدمی لڑ پڑتے تھے تو کیا ہوتا تھا؟

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لکھیے:

امن پسندی۔ نوبت۔ تُو تُو مَیں مَیں۔ شَرارا۔ خدانخواستہ۔ صدہا۔ بھڑک اٹھنا

Presented by www.ziaraat.com

تقویٰ

سورۂ حُجرات کی آیت ۱۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ

بیشک تم میں سے اللہ کی نظر میں زیادہ عزّت والا وہ ہے جو زیادہ متّقی ہے۔

اگر ہم مضبوط بنیادوں پر ایک عمارت کھڑی کریں تو وہ آندھی اور طوفان سے محفوظ رہ سکتی ہے اور اگر ہم جاڑوں میں گرم کپڑے پہنیں تو سردی سے بچ سکتے ہیں۔ اِسی طرح اگر ہم اللہ تعالیٰ پر پکّا ایمان رکھیں اور تقویٰ اختیار کریں تو گناہوں سے بچ سکتے ہیں۔ گناہوں سے بچنے کا نام تقویٰ ہے۔

تقویٰ ہر اُس فرد کی زندگی کا لازمہ ہے جو چاہتا ہے کہ انسان بن کر رہے، عقل کے احکام کے مطابق زندگی گزارے اور کسی خاص اُصول کا پابند ہو۔

امامُ المُتَّقین امام علی عَلیہ السّلام نے نہجُ البلاغہ میں متّقی کی سو سے زیادہ صِفات بیان فرمائی ہیں۔

ایک متّقی شخص بڑے مضبوط کردار کا مالک ہوتا ہے۔ وہ چاہے کتنا ہی تنگ دست کیوں نہ ہو کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتا، جھوٹ نہیں بولتا، امانت میں خیانت نہیں کرتا، کسی کا بُرا نہیں چاہتا اور کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا۔

Presented by www.ziaraat.com

ایسا شخص دنیا کی نظروں میں بھی عزّت پاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں بھی اُس کا رُتبہ بہت بُلند ہوتا ہے۔

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اگر تم کبیرہ گناہوں سے بچو گے جن سے بچنے کا تمھیں حکم دیا گیا ہے تو ہم تمہارے صغیرہ گناہ معاف کر دیں گے اور تمھیں عزّت والے مقام میں داخل کریں گے۔''

متّقی شخص غلط اور بُرے کام نہیں کرتا۔

سوالات

۱۔ اگر ہم کبیرہ گناہوں سے بچیں تو اللہ تعالیٰ ہمیں اِس کا کیا انعام دے گا؟

۲۔ گناہوں سے بچنے کا بہترین طریقہ کیا ہے؟

۳۔ متّقی سے کیا مراد ہے؟

۴۔ امامُ المُتّقین کس کا لقب ہے؟

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لکھیے:

تقویٰ۔ متّقی۔ لیس۔ تنگ دست۔ کبیرہ گناہ۔ صغیرہ گناہ

Presented by www.ziaraat.com

قوموں کی تقدیر

سورۂ انفال کی آیت ۵۳ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ لَمْ یَکُ مُغَیِّرًا نِّعْمَۃً اَنْعَمَھَا عَلٰی قَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

یہ اِس لئے ہے کہ اللہ کسی قوم کو جن نعمتوں سے نوازتا ہے اُن میں اُس وقت تک کوئی تبدیلی نہیں کرتا جب تک وہ قوم خود نہ بدل جائے۔

اگر کوئی قوم ترقّی کرتی ہے اور اُس کی تجارت، قوّت اور دولت میں اضافہ ہوتا ہے تو اِس کی بنیادی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اُس قوم کے افراد محنت کر کے اپنے حالات بہتر بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

جو شخص دل لگا کر علم حاصل کرتا ہے وہ عالِم بن جاتا ہے اور جو قوم سائنس، ٹیکنالوجی اور دیگر شعبوں میں محنت سے کام کرتی ہے اور تحقیق کرتی ہے وہ قوموں کی برادری میں عزّت پاتی ہے۔ جو قوم اتّحاد اور تعاون سے خوشحالی کی راہیں پیدا کرتی ہے اور ایثار کو اپنا شِعار بناتی ہے وہ کامیاب ہوتی ہے۔

اِس کے برعکس جس قوم کے لوگ ایک دوسرے سے بُغض رکھتے ہیں، سُست اور کاہل ہوتے ہیں اور باہمی تعلّقات میں جھوٹ اور فریب سے کام لیتے

Presented by www.ziaraat.com

ہیں وہ قوم کبھی خوشحال نہیں ہوسکتی۔

اِسی لئے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ لوگ خوب غور وفکر کریں اور سُوجھ بُوجھ سے کام لیں۔ بُرائیوں اور فریب کاریوں سے باز رہیں اور نیکی کی راہ میں ثابت قدمی سے کوشش کریں۔ تب انھیں یہ بات زیب دے گی کہ اپنے لئے خوش نصیبی اور بہتر زندگی کی آرزو کریں اور اُن کی یہ آرزو انشاء اللہ پوری بھی ہوگی۔ بلاشبہ ہر معاشرے کا مقدّر اُس کے افراد کی تدبیر اور عمل سے بنتا ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنّت بھی جہنّم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

سوالات

١۔ قوموں کے عُروج وزوال کا راز کیا ہے؟
٢۔ خوشحال زندگی کی آرزو کب کی جاسکتی ہے؟
٣۔ بگڑے ہوئے معاشرے کی اِصلاح کیسے کی جاسکتی ہے؟
٤۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لکھیے:

ایثار۔ آرزو۔ مقدّر۔ سُوجھ بُوجھ۔ ثابت قدمی

Presented by www.ziaraat.com